حصہ دوئم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان سعادت اقتران میں بغرض استفادہ و افادہ حضرات سادات رفیع الدرجات و استفاضہ مومنین مقلدین

اجوبہ مسائل مشکلہ معضلہ محیرہ کا مجموعہ

الموسومہ بہ

حصۂ دویم

فتاوی حائریہ

دفعہ دویم

در سنہ ۱۳۲۸ھ

مصنفہ اعلی حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آیت اللہ فی العالمین نجم الملت والدین نائب الائمۃ الطاہرین رئیس الاسلام والمومنین فقیہ اہل بیت المصطفی مجتہد العصر والزمان شریعتمدار سرکار

مولینا ابو تراب السید علی الحائری لاہوری مدظلہ

رفاہ عام پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبد الحق طبع شد

معرفت خادم حسین مصلح سنگ

بشارت بالمسرت

باسمہ سبحانہ :۔ حمداً للہ المتعال کہ بلاشبہ فی الحال ملک پنجاب اور سندھ بھی اگر دار العلوم سمجھا جاوے تو بجا ہی کیونکہ اعلیحضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ فی العالمین وحجۃ علی الجاہدین سید المفسرین افتخار المجتہدین رئیس المحدثین نائب الائمۃ الطاہرین یعسوب العلماء والمتکلمین نصیر الحق والملۃ والدین صاحب الجماعۃ والعباء خطیب منابر الانبیاء امام محاریب الائمۃ النجباء تاج الشیعہ منہاج الشریعہ سرکار شریعتمدار **مولینا ابو تراب السید علی الحائری الرضوی** القمی مجتہد العصر لاہور مدظلہ العالی کے فیض مواعظ حسنہ وسلسلہ تصنیفات وتالیفات دین و حل معضل اعتراضات مخالفین معاندین کیوجہ سے تمام اہل پنجاب و سندھ کو بھی علم و دین کیطرف خاص توجہ ہوگئی ہی جسکا یہ نتیجہ ہی کہ وقتاً فوقتاً خواص و عوام انام مسائل مشکلہ کو حضور مولینا حائری مدظلہ سے استفتاء کرتے رہتے ہیں پس دفتر دار الشریعت لاہور میں چونکہ ہر مسئلہ کی مع الجواب نقل موجود رہتی ہے بہت سا ذخیرہ جمع ہوجانے پر وہ مسائل معہ جوابات عام افادہ کیغرض سے رسالہ کی صورت میں شایع کئے جاتے ہیں جسکو **فتاوی حائری** سے موسوم کیا گیا ہے - امید ہی بارہ ۱۲ حصوں میں یہ رسالہ اختتام تک پہنچے جسکا یہ **حصہ دوم** حسب الارشاد فاضل مجید کامل رشید عالم سعید الحبر الزکی والنحریر الصفی الیلمعی جناب الموثق الصادق مولوی الشیخ **عبد الخالق** صاحب یزدی ممتاز ریاست **کھنبایت** ضلع کہیرہ باعانت مومنین مقلدین ریاست مذکور **دفعہ دوئم** شایع ہوکر ہدیہ ناظرین باتمکین ہوا - اسی رسالہ کے اور **دو حصے** بھی تیار ہیں انشاء اللہ تعالی عنقریب وہ بھی شایع ہوکر ہدیہ ناظرین کئے جاوینگے - واللہ ولی التوفیق وبہ المستعان وعلیہ التکلان وہو یتولی الصالحین المرقوم ۱۳ رجب المرجب یوم العید ۱۳۲۸ھ

المشتہر :۔ المجرم العاصی الاقل الاذل آغا السید ابو الفضل رضوی القمی مبارکحویلی لاہور

باسمہ سبحانہ

حصّہ دوم کتاب

فتاوی حائری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیّہ والصّلوۃ علی محمّد نبیّہ و آلہ

امابعد خادم خدام شرع نبوی ابوتراب سیّد علی الحائری لاہوری ابن حجۃ الاسلام نائب امام مرحوم مغفور خلد آشیان جناب مولینا السیّد ابوالقاسم الرضوی القمی ابن الحسین الحسینی عرض رسان ہے کہ ۴ محرم ۱۳۲۴ھ بوجہ انتقال پرملال والد ماجد علام علیہ الرحمہ کے باقی اٹھارہ مجلد تفسیر عظیمہ لوامع التنزیل سواطع التاویل کے اکمال اور اتمام کے واسطے علماء اعلام اور بعض امراء عظام نے خاکسار سے اصرار بلیغ فرمایا۔ لہذا متوکلاً علی اللہ تعالی میں نے اس عظیم الشان کام کو شروع کر دیا۔ اور اسی عدیم الفرصتی میں اس رسالہ حصہ دوم فتاوی حائری کو بھی ترتیب دیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین صدق دل سے اس بے نظیر تفسیر میں میرے کامیاب ہونے کیواسطے دعا کرینگے۔

فعلیہ توکلی وھو حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

سوال۔ حدیث متفق فریقین میں وارد ہوا ہے قال النبیّ قد افترقت الیھود

علی احدی وسبعین فرقۃ ثم افترقت النصاریٰ علی ثلثین وسبعین فرقۃ وستفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ منھا ناجیۃ یعنی یہودی بعد موسیٰ علیہ السلام کے اکہتر فرقے ہوئے۔ اور نصرانی بعد عیسیٰ علیہ السلام کے بہتر فرقے ہوئے اور عنقریب میرے بعد میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیگی۔ جن میں بہتر فرقے ناری اور ایک فرقہ ناجی اور بہشتی ہوگا۔ انتہیٰ۔ یہ تہتر فرقے تو اصول مذہب اسلام ہیں جب غور کیا جاتا ہے تو ہر فرقہ میں سے آگے کئی شاخیں نکلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اگر ان تمام فرقوں کو مع انکی شاخوں کے جمع کیا جاوے۔ تو اب اسلامی فرقوں میں ہزاروں تک نوبت پہنچ جاویگی۔ اب دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ مطابق حدیث مذکور ان فرقوں میں سے وہ ایک ناجی فرقہ کونسا ہے۔ اور اسکی نجات پر کیا دلیل ہے امید کہ مطمئن کرینگے۔ داجرکم علی اللہ تعالیٰ انتہیٰ

الجواب ۔ بعون اللہ الوہاب۔ یقیناً جانئے وہ ایک فرقہ ناجیہ صرف امامیہ اثنا عشریہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں کیونکہ انکی نجات پر عقل اور قرآن مجید واحادیث متفقہ فریقین بلکہ آپ کی منقولہ حدیث ہی شاہد ناطق ہے کیونکہ حدیث میں امت محمدی صلعم کو تہتر فرقوں میں محدود کیا گیا ہے حضور علیہ السلام نے ان میں سے بہتر فرقوں کو تو جہنمی قرار دیا ہے صرف ایک فرقہ کو ان میں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اور اسکو نجات اور بہشت کی بشارت دی ہے۔ اب اسمیں اشکال ہی کیا باقی رہا۔ ہر ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ جہنمی بہتر فرقے ضرور اسمیں اصول فروع میں ایکدوسرے سے ملتے ہونگے۔ جو جہنم کی ایک ہی رلیمان میں باندھ دیئے گئے ہیں۔ اور وہ مبشر بالنجات ایک فرقہ ضرور ان تمام فرقوں سے اصول و فروع میں علیحدہ ہونا چاہئے۔ ورنہ بلا کسی خصوصیت کے

کیونکہ یہ ایک فرقہ مستحق نجات اور بہشت کا ہو سکتا تھا۔ اب غور کریں کہ ان بہتر فرقوں میں سے کون ایک فرقہ اصول و فروع میں باقی بہتر فرقوں سے بالکل علیحدہ ہے ہم جہاں تک کتب مذہبیہ کا ملاحظہ کرتے ہیں۔ صرف ایک فرقہ شیعہ اثنا عشریہ کو ہی باقی بہتر فرقوں سے تمام اصول و فروع میں علیحدہ پاتے ہیں اور باقی بہتر فرقے اگرچہ فی الجملہ باہمی فروعی اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن اصول اور اکثر فروع میں وہ ضرور متحد اور متفق ہیں بغرض اطلاع یابی ناظرین مختصراً بعض عقاید فرقہ امامیہ ذیل میں لکھدیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین بالیقین معلوم کرلیں کہ بس ایک فرقہ امامیہ کی بہتر فرقوں سے اصول و فروع میں چونکہ علیحدہ ہے اس لئے وہ مبشر بالنجات یہی فرقہ ہو سکتا ہے۔

(۱) سب سے پیشتر کلمہ طیبہ ہے جسکو بہتر فرقے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صرف پڑھتے ہیں۔ مگر امامیہ علی ولی اللہ اسکے ہمراہ پڑھتے ہیں۔

(۲) امامیہ اثنا عشریہ خدا کی رویت کے قایل نہیں۔ اور وہ رویت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

(۳) شیعہ امامیہ انسان کو اپنے کاموں میں فاعل مختار جانتے ہیں اور وہ مختار نہیں مانتے۔

(۴) شیعہ اثنا عشریہ خدا کو عادل جانتے ہیں اور وہ نہیں جانتے۔

(۵) شیعہ تمام انبیاء اور آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کو معصوم و مطہر جانتے ہیں اور وہ نہیں مانتے۔

(۶) شیعہ حضرت امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل بعد پیغمبر آخر الزمان صلعم کے جانتے ہیں اور ان کے بعد انکی اولاد میں سے گیارہ فرزند امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام تک یکے بعد

بعد دیگرے خلیفۃ الرّسول اور امام برحق مانتے ہیں۔ لیکن باقی بہتّر فرقے پہلا خلیفہ ابوبکر دوسرا عمرؓ تیسرا عثمانؓ چوتھا علی علیہ السّلام کو جانتے ہیں۔ (۷) شیعہ تبرا یعنی دشمنان اہلبیت علیہم السّلام پر لعنت کہتے ہیں۔ اور منافقوں ظالموں اور غاصبوں سے بیزاری چاہتے ہیں۔ باقی بہتر فرقے ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ اسی وجہ سے شیعوں کے جانی اور مالی دشمن ہیں۔ (۸) شیعہ آذان میں اشہد ان علیاً ولی اللہ دو دفعہ اور دو دفعہ حیّ علیٰ خیر العمل کہتے ہیں اور وہ نہیں کہتے۔ (۹) شیعہ متعہ کو سنّت موکدہ جانتے ہیں۔ اور وہ نہیں مانتے۔ (۱۰) شیعہ زیارات آئمہ اطہار علیہم السّلام سنت موکدہ مانتے اور کرتے ہیں اور وہ نہیں مانتے۔ (۱۱) شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور وہ ہاتھ باندھکر۔ (۱۲) شیعہ مسح قدمین کرتے ہیں اور وہ غسل رجلین کیا کرتے ہیں (۱۳) شیعہ امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کو زندہ موجود اور نظر سے غائب مانتے ہیں۔ اور وہ ایسا نہیں جانتے۔ (۱۴) شیعہ تعزیہ داری حضرت امام حسین مظلوم کربلا علیہ السلام ثواب جانکر ہر سال کیا کرتے ہیں اور بہتّر فرقوں میں سے کوئی ایک بھی جائز نہیں مانتا۔ خلاصہ تمام اصول اور فروع میں یہی ایک شیعہ فرقہ ان بہتر فرقوں سے علیحدہ ہے جس کا جوڑ کسی صورت میں انکے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بڑے بڑے مسائل اصول و فروع میں ان کا سخت اختلاف ہے۔ اسی لئے تمام اسلامی فرقے شیعہ کو مخالف سمجھتے ہیں لیکن حدیث مذکور کے مطابق یہی ایک فرقہ باقی فرقوں سے بالکل جدا ہونے کی وجہ ناجی اور بہشتی ہے۔ اب رہا یہ کہ کیوں ان عقاید کے ماننے والا ناجی اور مذہب حق پر ہے سو اس کا جواب صاف ہے کہ یہ فرقہ قیاس کو باطل جانتا ہے اور عقاید و اعمال ان کے اولاد بتولؑ اور اہلبیت رسولؐ کے مطابق ہیں۔ رہا یہ امر کہ اہلبیت کے مذہب حق ہونے پر اور ان کے تمسک کرنے پر کیا دلیل

ہے سو یہ تیرہ سو برس سے محققین کے زیر بحث مسئلہ ہے۔ جسکو میں دو ایک سطر میں تو بیان کر ہی نہیں سکتا۔ البتہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے مطابق مختصراً اسجگہ لکھتا ہوں۔ غور کریں کہ تہتر مذہب کی کتابیں معتبر حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام کا متمسک ناجی ہے۔ منجملہ متفق فریقین حدیث ذیل میں ملاحظہ ہو۔ قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اذکرکم اللہ فی اھل بیتی ثلثا فانظروا کیف تخلفونی فیھما یعنی بتحقیق میں درمیان تمہارے دو ہی چیزیں نہایت قیمتی چھوڑ جاتا ہوں اگر انکی پیروی کروگے تو یقیناً جانو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ بعد میرے ایک انمیں سے خدا کی کتاب ہے اور دوسری میری اہل بیت اطہار یہ دونو ایکدوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے۔ جبتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہوں تمہیں تمسک اہلبیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں تین مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فقرہ مکرر فرمایا پس دیکھو انکے تمسک کرنے میں کس طرح تم میری مخالفت کروگے۔ حدیث دوم قال النبی صلعم مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب فیھا فقد نجی ومن تخلف عنھا فقد غرق وھوی۔ یعنی میری اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے۔ جو اس کشتی پر سوار ہوا بتحقیق اس نے نجات پائی جو منحرف ہوا وہ طوفان قہر الہی میں غرق ہوا اسی طرح میری اہلبیت کی کشتی میں جو شخص سوار ہوگا۔ یعنی ان کو تمسک کریگا ضلالت اور گمراہی سے بچے گا۔ جو ان کو چھوڑ کر دوسروں کو پکڑیگا بحر ضلالت میں ہلاک ہوگا۔

حدیث سوم قال النبی صلعم اھل بیتی امان لاھل الارض کما ان النجوم امان لاھل السماء یعنی میری اہل بیت طاہرین علیہم السلام اہل زمین

کے واسطے باعث امن و امان ہے جیسا کہ نجم اہل آسمان کے واسطے باعث امن و امان ہیں۔ غرض اس قسم کی سینکڑوں متفقہ فریقین حدیثیں مسانید ائمہ حدیث میں اہل بیت معصومین علیہم السلام کے تمسک کرنے پر موجود ہیں جو دیدۂ حق بین اور صاحب قلب یقین کی ہدایت کے واسطے کافی اور وافی ہیں کہ جس طرح قرآن مجید کا تمسک کرنا فرض عین ہے۔ اسی طرح اہل بیت علیہم السلام کا تمسک کرنا بھی فرض عین ہے۔ جس طرح قرآن مجید پر عمل کرنے والا ہدایت اور صراط المستقیم پر ہے اسی طرح اہل بیت علیہم السلام کا تمسک کرنے والا ضرور ہدایت اور صراط المستقیم پر ہے اور وہی شخص ناجی اور بہشتی ہوسکتا ہے۔ اس دلیل سے بالیقین ثابت ہوا کہ حدیث مذکور میں جس ایک فرقے کو وعدہ نجات اور بہشت کا دیا گیا ہے وہ بغیر شیعہ اثنا عشریہ کے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا واللہ اعلم وعلمہ اتم رقمہ خادم الشریعۃ المطہر علی الحائری لاہوری۔

سوال۔ فرقہ شیعہ جمع بین الصلوٰتین یعنی نماز ظہر و عصر اور شام و خفتن کو ملا کر پڑھتے ہیں۔ اس کا ثبوت اگر کتب معتبرہ اہل سنت جماعت سے دیں تو بہت سے سُنی ہدایت پر آسکتے ہیں۔

الجواب۔ کتب اہلسنت جماعت میں جمع بین الصلوٰتین کے متعلق متعدد حدیثیں وارد ہیں کاش کہ سنت جماعت اپنی مذہبی کتابوں پر ہی عمل کرتے اور اپنے ہاں کی حدیثوں سے ہی ہدایت پاتے۔ خیر اتمام حجت کے طور پر مختصراً چند حدیثیں ذیل میں لکھتا ہوں۔ ملاحظہ ہوں دیکھو بخاری مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ (۱۴۹) عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلعم یجمع بین صلوٰۃ الظہر والعصر اذا کان علی ظہر سیر و یجمع بین المغرب والعشا

یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا فداہ روحی جمع کرتے تھے نماز ظہر و عصر کو جس وقت کہ سفر میں ہوتے تھے اور جمع کرتے تھے درمیان نماز مغرب و عشا کے اور سنن ابو داؤد باب الجمع بین الصلوتین میں منقول ہے عن ابن عباسؓ قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الظہر والعصر والمغرب والعشاء بالمدینۃ من غیر خوف ولا مطر فقیل لابن عباسؓ ما اراد الی ذلک قال اراد ان لا یحرج امتہ یعنی ابن عباس سے منقول ہے کہ جمع کیا جناب پیغمبر فداہ روحی نے درمیان نماز ظہر و عصر اور نماز شام و خفتن کو شہر مدینہ طیبہ میں بغیر خوف اور بارش کے ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس جمع بین الصلوتین سے کیا مراد لی ہے۔ کہا کہ حضور فداہ روحی کا مقصود یہ تھا کہ اپنی امت مرحومہ کو تنگی کی حالت میں نہ رہنے دیں۔ بعض حدیثوں میں بجائے مطر کے سفر کا لفظ وارد ہوا ہے اب ایک عقلمند آدمی آسانی سے حق تک پہنچ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے امت کی آسانی کو خیال فرما کر بغیر کسی عذر اور خوف و سفر اور بارش وغیرہ کے ظہر و عصر اور شام و خفتن کی نماز کو جبکہ جمع کر کے پڑھا ہے اور خود نمونہ بن کر دکھا دیا ہے تو امتی کو انکی تعمیل اور قبول کرنے میں کیوں عذر ہونا چاہئے۔ مگر نہیں سنت جماعت نے یہ طریقہ ہی اختیار کر رکھا ہے کہ جو کچھ شیعہ کریں ان کی مخالفت کرنی لازم ہے۔ اگرچہ ان کی مذہبی کتابیں اس بات کی حقیقت پر شہادت ہی کیوں نہ دیتی ہوں تاہم شکر کا مقام ہے کہ انکی ضد میں اُنھوں نے اصل نماز و روزہ ہی کو ترک نہیں کر دیا۔ غرض ہمیں اس سے بحث نہیں۔ جو چاہیں کرتے پھریں۔ ہمیں انکی کتابوں سے یہ دکھانا منظور تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جمع بین الصلوتین کیا اور ضرور کیا انکی مستند کتابیں

اور معتمد حدیثیں اس پر شاہد اور گواہ ہیں۔ لکن یہ نام کے اہل سنت فعل اور سنت رسول پر عمل نہیں کرتے۔ ماسوا حدیث مذکور کے زیادہ تسلی منظور ہو تو دیکھیں صحیح مسلم جو کہ مع شرح نووی کے چھاپا گیا ہے۔ صفحہ (۲۴۶) عن ابن عباس قال صلی رسول اللہ صلعم الظہر والعصر جمیعا بالمدینۃ فی غیر خوف ولا سفر الخ یعنی ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا نماز پڑھی رسول خدا فداہ روحی نے مدینہ میں نماز ظہر اور عصر اکٹھی بغیر خوف اور سفر کے اس کے ماسوا دیکھو صحیح مسلم کی متعدد حدیثوں میں سے ذیل کی حدیث ملاحظہ کریں عن عبد اللہ بن شقیق العقیلی قال قال رجل لابن عباس الصلٰوۃ فسکت ثم قال الصلٰوۃ فسکت ثم قال الصلٰوۃ فسکت ثم قال لا اُمّ لک اتعلمنا بالصلٰوۃ وکنا نجمع بین الصلوتین علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی عبداللہ بن شقیق عقیلی سے منقول ہے کہ ابن عباس سے ایک شخص نے کہا الصلوٰۃ پس سکوت کیا پھر کہا الصلوٰۃ پس ساکت ہو رہا پھر کہا الصلوٰۃ پس چپ ہو رہا۔ اسوقت کہا ابن عباس نے کہ تیری ماں نہ ہو آیا آگاہ کرتا ہے تو مجھکو ساتھ نماز کے حالانکہ ہم جمع بین الصلوتین زمانہ رسول خدا فداہ روحی سے کیا کرتے ہیں۔ انتہٰی۔

اس سے بھی زیادہ اطمینان وتسکین قلب مطلوب ہو تو ذرا ملاحظہ ہو صحیح مسلم جو کہ مع شرح نووی کے چھاپا گیا ہے صفحہ ۲۴۶۔ قال جمع رسول اللہ صلعم بین الظہر والعصر والمغرب والعشاء بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر یعنی جمع کیا پیغمبر نے نماز ظہر وعصر کو مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور بارش کے اب ذرا تیسیر الوصول مطبوعہ کلکتہ صفحہ (۲۴۰) اور صحیح بخاری میں کتاب مواقیت الصلوٰۃ کے باب وقت المغرب کو بھی ملاحظہ کریں کہ ہر شبہت سے

اتمام حجت ہو جاوے حدثنا آدم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا عمرو
بن دینار قال سمعت جابر بن زید عن ابن عباس قال صلی النبی
صلعم سبعاً جمیعاً و ثمانیاً جمیعاً رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد
والترمذی والنسائی و مالک یعنی جابر بن زید نے ابن عباس سے
روایت کی ہے۔ کہ اس نے کہا کہ حضور فداہ امی وابی نے سات رکعتیں ملا کر
اور آٹھ رکعتیں ملا کر نماز پڑھی ہے اس حدیث کو بخاری مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی
نسائی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ شارحین بخاری بھی اسی طرح
پیرانداز ہیں دیکھو شیخ الاسلام نے لکھا ہے۔ و مرویست از طاؤس کہ گفت
فوت نمیشود مغرب و عشاء تا فجر و از عطا نیز بنحو آن روایت است ایسا
ہی عینی وغیرہ نے بھی لکھا ہے۔ اب اس میں اشکال ہی کیا باقی رہگیا
جو شیعوں کو نماز میں جمع کرنے کے واسطے کہیں رافضی پکارا جائے کبھی مخالف
سنت رسول مانا جائے اور خود کو باوجود اپنی صحیحین بلکہ صحاح کے مخالف عمل
کرنے پر بھی سنت جماعت اور پاکدامنوں میں شمار کیا جائے۔ شرم کا مقام
ہے کہ کتابوں کا نام تو رکھدیا صحاح ستہ اور حدیثیں بھر دیں ان میں موضوع
جن پر شیعوں کا عمل درآمد ہے۔ ورنہ پھر ان صحاح کی صحیح حدیثوں پر کیوں
عمل نہیں کیا جاتا۔ یا ان کتابوں ہی کا کیوں صحاح نام رکھا جاتا ہے۔ جن میں
اس قدر غلط اور موضوع حدیثیں موجود ہیں۔ غرض عجیب حال ہے اس گروہ کا
جب کسی بات کا ذکر ہوتا ہے تو کہدیتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاں کی کتابوں سے
اس کا ثبوت دیں تو حجت ہو سکتا ہے اور جب انکی صحاح سے ان کو الزام دیا
جاتا ہے تو پھر تاویلوں کا بازار گرم ہو جاتا ہے کوئی تو کہتا ہے کہ یہ راوی معتبر
نہیں کوئی فرماتا ہے۔ کہ یہ روایت ضعیف اور موضوع ہے اور بعضوں نے تو

ایسے موقع پر یہ چال اختیار کر لی ہے اور بلا سوچے سمجھے یہ کہدیتے ہیں کہ سنیوں کی کوئی کتاب شیعوں کی دست اندازی سے خالی نہیں۔ شکر ہے کہ ابھی تک قرآنمجید کی نسبت کسی نے یہ نہیں کہا۔ کہ شیعوں نے قرآن مجید میں بھی دست اندازی کی ہے (کیونکہ انکے نزدیک شیعوں کا قرآن شریف چالیس سیپاروں کا تھا) اگر کوئی دہلی کا پیغمبر یہ بھی کہدے تو تعجب کی بات نہیں۔ طرہ یہ کہ اس قدر غور و تامل نہیں کیا جاتا۔ کہ جابجا صاحبان مطابع اہل سنت اور مصحح بھی سنت جماعت۔ مصنف بھی تمام سُنی۔ کتب فروش بھی سنت جماعت اور بیشتر سلطنت عالیہ گورنمنٹ انگریزی کے دَور دَوران بھی عموماً سنیوں کا ہی ہونا رہا ہے۔ تو یہ بیچارے مظلوم شیعہ کب اور کس وقت اس قدر اقتدار رکھتے تھے۔ جو سنیوں کی کتابوں میں دست اندازی کر سکتے۔ جو آج سینکڑوں برس کے بعد دہلی کے پیغمبروں۔ پنجاب کے مسیحوں۔ ہندوستان کے مجددوں نے یہ بیڑا اور سراسر جھوٹ الزام مظلوم شیعوں کے گلے تھونپ ہی دیا۔ کوئی عقلمند۔ انصاف پسند ان مسیحوں اور مجددوں سے اس قدر نہیں پوچھتا کہ تم سے پیشتر بھی تو سینکڑوں علماء ہزاروں محدث اسلام میں موجود تھے پھر کیوں کسی نے شیعوں کی دست اندازی کا ذکر تک نہیں کیا۔ یا کہ تم سے پیشتر اس تیرہ سو برس کے دراز عرصے میں کوئی عالم ہی تمہارے مذہب کا نہ تھا۔ میں حیران ہوں کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ بوداپن اور پھر اس پر دیکھیں مجددیت اور مسیحیت کا کس قدر عظیم دعویٰ کیا جاتا ہے اسی لیاقت علمی پر ہادی ہونے کا دعویٰ موزوں ہو سکتا ہے۔ جو شخص خصم کے جواب میں ملزم ہونے کے خوف سے اپنے مذہب دینی کتابوں کی تکذیب و بے اعتباری نسبت کرے۔ کیا وہ ایسی باتوں سے بری الذمہ اور پاکدامن ہو سکتا ہے۔

استغفر اللہ میرے خیال میں ایسا کہنے والا اپنے مذہب اور مذہبی کتابوں کا اعتبار ساقط کر رہا ہے جس مذہب اور مذہبی کتابوں میں اغیار نے دست اندازی کی ہو۔ تو اسکے صحیح اور حق ہونے پر اعتبار ہی کیا ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کو لازم ہے کہ وہ پہلے صحیح کتابیں جن میں کسی کی دست اندازی نہوئی ہو دستیاب کرلے۔ تب اپنے مذہب کی حقیت کا اشتہار دے ودونہ خرط القتاد والسلام علی من اتبع الھدیٰ منقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری لاہوری۔

سوال۔ بعض نئی روشنی کے فرزند مستحق لعنت پر لعنت کرنے کو بدتہذیبی جانتے ہیں اور لعنت کو گالی سمجھتے ہیں۔ امید کہ حضور والا تسلی بخش جواب دیں

الجواب۔ بعون اللہ الوہاب۔ یہ بعض نئی روشنی کے فرزند۔ نئی روشنی کے پیغمبر اور مسیح کی پیروی سے لعنت کو فحش گالی بدتہذیبی جانتے ہونگے کیونکہ انہیں کی فکر رسا کا یہ نتیجہ ہے۔ جو قرآن مجید و فرقان حمید کو ایسی فحش و بد تہذیبیوں کا مخزن قرار دے رہا ہے۔ **قولہ** قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجے کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے بلفظہ صفحہ ۲۵-۲۶ ازالہ اوہام۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں اس لئے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کی ہیں بلفظہ ملخصاً صفحہ ۲۷ ازالہ اوہام

اقول جب پیغمبروں اور مسیحوں کا یہ حال ہے کہ وہ فحش گالی اور نفرین میں

فرق نہیں معلوم کر سکتے تو فرمائیے ان کے پیرو عوام الناس کا کیا حال ہونا چاہیئے
میں تو معترف ہوں کہ مرزا کادیانی کی مہدویت و مسیحیت کا اور تو جو کچھ اثر ہوا
سو ہوا لیکن قرآ مجید کی تحقیر اور انبیاء علیہم السلام کی تضلیل نئی روشنی کے
فرزندوں میں راسخ القلوب ہوگئی۔ بھلا شکر ہے کہ قرآن شریف کیطرف
توجہ تو ان کی منعطف ہوئی تازی روشنی کیا ہوئی کوئی کالی گھٹا نہیں نہیں
کوئی کالی بلا ہوگئی کہ مرزائی ٹولے کا ہر فرد مصلح قرآن اور نکتہ چین افعال
و اعمال انبیاء عظام علیہم السلام کا مدعی ہوا۔ یہ طوفان بدتمیزی نہیں تو کیا
ہے۔ قرآن شریف پر تو لعنت کرنے کی وجہ اعتراض کر دیا اور ایسی پاک کلام
کو فحش اور گالی بلکہ بد تہذیبی سے نسبت دیدی لیکن اپنے مخالف مولویوں
اور سجادہ نشینوں کو جو سنا کر مرزا نے لعنتیں دی ہیں وہ تو فحش اور گالی
اور بد تہذیبی میں داخل نہیں قولہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ
کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہوا اور نہ تکفیر و توہین کو چھوڑے صفحہ ۷، ۸۔ ازالہ
ایضاً لیکن میں نے یہ اشتہار دیدیا ہے کہ جو شخص اس کے بعد اس سیدھے
طریق سے میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے۔ اور نہ تکذیب سے باز آئے وہ خدا کی
لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے وما
علی الرسول الا البلاغ بلفظہ صفحہ ۱۹ ضمیمہ اچھا خیر اب غور کیجئے ہم لغوی معنی
لعنت کے بیان کر کے مستحقین پر لعنت بھیجنا ضروری ثابت کرتے ہیں۔ دیکھو
نہایہ میں ابن اثیر جزری لکھتا ہے۔ واصل اللعن الطرد والابعاد
من اللہ ومن الخلق السب والدعاء علیہ خلاصہ یہ ہے کہ لغت عرب میں
لعنت خدا سے مقصود نجات اور رحمت خدا سے دور ہونے کے ہیں اور لعنت خلق
سے مراد بد دعا اور بیزاری کے ہیں اور اسی کے قریب قریب مجمع اور صحاح

اور مصباح اور منتہیٰ اور صراح وغیرہا میں مفصل مذکور ہے۔ اب اس میں اشکال ہی کیا باقی رہ گیا جو تازہ روشنی کے فرزند اور مسیح نے لعنت کو بدتہذیبی اور فحش کیا بلکہ ایک ھوّا سمجھ لیا ہے۔ تمہارے ہی مذہبی ائمہ لغات سُنا سُنا کر تمہیں لعنت کے معنی بیزاری اور بددُعا اور دوری خدا کی رحمت سے بیان کرتے ہیں اور تازہ روشنی کے مسیح اور مصلحان قرآن نہیں معلوم کونسے لغت خانہ سے لعنت کو فحش گالی بدتہذیبی قرار دیتے ہیں۔ غور تو کیجئے خداوند کریم نے گالیاں دینے والے کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے اور پیغمبر آخرالزمان فداہ روحی کی شریعت مطہرہ میں کسقدر حد فحاش کیواسطے مقرر ہے۔ پھر کس طرح ممکن تھا کہ خداوند کریم جبکہ یہ امر سے مخلوق کو روکے خود اس سے پرہیز نہ کرے ایک ابلہ سے ابلہ آدمی ایسا نہیں کرسکتا۔ بکو اپنی غلطی اور بے معرفتی سے یہہ تازہ روشنی کے فرزند و مسیح خداوند علیم و حکیم ازلی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

دیکھو قرآن شریف جو بقول آپ ہی کے کفار کو سُنا سُنا کر لعنت بھیجتا ہے، آپ ہی فرمائیں اب اس میں کونسی بدتہذیبی ہے۔ فحش نہیں گالی نہیں افترا نہیں کذب نہیں خلاف نہیں۔ اسمیں تو اظہار حقیقت ہے کہ کفار کفر کیوجہ سے نجات اور رحمت خدا سے دُور ہیں کیا آپ اس بات کو نہیں مانتے یا کہ وہ ایسے نہیں ہیں۔ اگر آپ مانتے ہیں۔ اور واقع میں بھی وہ ایسے ہیں جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا لعنۃ اللہ علی الکافرین یعنی کفار رحمتِ خدا سے دور ہیں۔ پس اس میں بدتہذیبی کونسی ہے۔ جس کو کہ آپ نے گندی گالیاں سمجھ رکھا ہے۔ اب دیکھنا تو یہ ہے کہ کون لوگ مستحق لعنت یعنی رحمت خدا سے دُور ہیں اور خدا نے کن کو رحمت سے دُور

کیا ہے۔ قرآن شریف میں عام طور پر پانچ گروہ کو مستحق لعنت یعنی رحمت سے
دور کیا گیا ہے (۱) لعنۃ اللہ علی الکافرین (۲) لعنۃ اللہ علی الظالمین
(۳) لعنۃ اللہ علی المنافقین (۴) لعنۃ اللہ علی الکاذبین (۵) لعنۃ اللہ
علی الفاسقین یہ پانچ گروہ یعنی کافر اور ظالم اور منافق اور کاذب اور
فاسق تو عام طور پر رحمت خدا سے بعید کئے گئے ہیں۔ اور ان تمام کا سرگروہ
بس وہی شیطان ہے جو بُرے کاموں کو انکی نظروں میں جلوہ دیتا ہے۔ اور
یہ گروہ اسی کی پیروی میں بُرے کاموں کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس کے حق
میں وارد ہو چکا ہے۔ انّ علیک لعنتی الیٰ یوم الدّین اب غور کرنے سے ثبوت
ملجاتا ہے کہ کافروں فاسقوں اور ظالموں منافقوں پر لعنت بھیجنے یعنی رحمت
سے دور سمجھنے میں کسی قسم کی بد تہذیبی نہیں ہے۔ کیونکہ عقل کے نزدیک
ایسے کفر ظلم و نفاق کا مرتکب واقع میں رحمت کا مستحق نہیں ہونا چاہئے
تھا۔ اب رہا بعض نادانوں کا یہ اعتراض کہ مستحقین لعنت پر ہماری لعنت
بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب خداوند کریم بذات خاص ان پر لعنت بھیجتا ہے
تو کافی ہے چلو چھٹی ہوئی۔ ہماری تمہاری لعنت سے ہوتا ہی کیا ہے۔ سو اس
کا جواب صاف ہے کہ جب ہم نے لغت عرب سے لعنت خلق کے معنی دعائے
بد کے دکھا دیئے۔ تو اب آپکو یا کسی اور کو مستحق لعنت پر لعن بھیجنے میں کیا
عذر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تو دعا ہے۔ اور دعا خواہ نیک ہو یا بد۔ آیہ شریفہ
ادعونی استجب لکم اور آیہ واسئلوا من فضلہ اور آیہ شریفہ وللہ الاسماء
الحسنی فادعوہ بہا۔ کے مطابق خداوند کریم سے مستحق کے واسطے طلب کرنا
مستحب اور ثواب عظیم ہے۔ کیونکہ یہ سنت ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام اور
نیک بندوں کی ہے جس کے ثبوت پر قرآن شریف ناطق ہے دیکھو آیہ شریفہ

علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ یعنی ان کافروں اور
ظالموں اور منافقوں پر خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی
لعنت ہے۔ لیجئے اب تو فیصلہ ہو گیا۔ اگر مستحق لعنت پر خدا کے بغیر کسی اور کے
لعنت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو خداوند کریم قرآن شریف میں ملائکہ اور عام
لوگوں کی لعنت کی مدح نہ فرماتا اور انکو لعنت کرنے میں اپنے ساتھ شریک کرتا
اور سُنئے یہاں تو صرف فرشتوں اور عام لوگوں کی لعنت کا ذکر فرمایا دوسری
جگہ برگزیدگانِ خلق انبیاء علیہم السلام کے لعنت کی ضرورت بھی مستحقین کے
واسطے محسوس ہوئی اور انبیاء علیہم السلام نے بھی کافرون ظالموں پر لعنت
کی دیکھو آیہ شریفہ لعن الذین کفروا علیٰ لسان داؤد وعیسیٰ بن مریم
یعنی عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہما السلام کی زبان سے بھی ان کافروں پر
لعنت جاری ہوئی ہے۔ زیادہ تسلی مطلوب ہو تو دیکھو صحیح بخاری جسمیں
مفصل لکھا ہوا ہے کہ حضور پیغمبر آخر الزمان فداہ روحی بھی نماز کے قنوت میں
مستحقین اہل احزاب پر نام لیکر لعنت کیا کرتے تھے بقولہ اللھم العن فلانًا
وفلانًا وفلانًا۔ یعنی خداوندا فلانے اور فلانے اور فلانے کو اپنی رحمت سے
دور کر۔ اب تو ہر طرح حجت تمام ہو چکی فرمائیے جب کہ مستحقین پر خدا کی لعنت فرشتوں
اور انبیاء کی لعنت قرآن شریف سے ثابت ہے تو آپ کو اب اسمیں کیا عذر ہے
رہا آیہ شریفہ مذکورہ میں والناس اجمعین والا فقرہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ خدا اور فرشتوں اور نبیوں کے علاوہ مستحقین پر عام لوگ بھی لعنت کرتے
ہیں۔ سو عام لوگ تو لعنت کو دشنام اور بدتہذیبی سمجھتے ہیں۔ ان عام لوگوں
سے کون مراد ہیں۔ سو یہ بات ظاہر ہے۔ کہ تمام اہل اسلام جس وقت اعوذ باللہ
السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھتے ہیں تو استعاذہ شیطان سے

کرتے ہیں جس کے معنی دوری اور کسی سے بیزاری چاہنے کے ہیں اور اسی کو لعنت کہتے ہیں۔ پس کیا آپ اور کیا کل اہل اسلام شیطان پر تو استعاذہ کرنے کی وجہ لعنت کریں لیکن اور کافروں۔ ظالموں۔ منافقوں پر لعنت کرنے کو بدتہذیبی سمجھیں بقول آپ ہی کے اگر یہ فحش ہے تو فرمائیے شیطان کو گندی گالیاں دینا کہاں قرآن مجید اور شریعت میں وارد ہے جب یہ بدتہذیبی نہیں تو ظالموں۔ کافروں پر لعنت کرنا کس طرح بدتہذیبی ہو سکتی ہے پس اس بنا پر جو تمام اہل اسلام شیطان پر لعنت کرتے ہیں والناس اجمعین والا فقرہ بھی ثابت ہو گیا کہ اسلام لانے والے تمام لوگ بھی خدا اور فرشتوں اور نبیوں کے ساتھ مستحقین پر لعنت کرنے میں شریک ہیں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ مذکورہ فقرہ سے کوئی خاص فرقہ مراد ہونا چاہیئے جو خدا کے ماسوا، فرشتوں اور نبیوں کے طابق النعل بالنعل تمام مستحقین پر لعنت کرنے میں ہمراہی کرتا ہو اور والناس اجمعین سے اس فرقے کے تمام لوگ مراد ہوں۔ غالباً اس میرے خیال کی تصدیق قرآن ہی سے ہو سکتی ہے دیکھو آیہ شریفہ یلعنہم اللّٰہ و یلعنہم اللاعنون یعنی ان کافروں ظالموں اور منافقوں پر خدا بھی لعنت کرتا ہے۔ اور خدا کی متابعت میں ایک گروہ ایک فرقہ لاعنون کا بھی لعنت کرتا ہے۔

اَب دیکھنا تو یہ ہے کہ جس ایک فرقہ کے لعنت کرنے کو خدا نے اپنے لعنت کرنے کے ہمراہ ذکر کیا ہے وہ کونسا فرقہ ہے۔

اب جہاں تک غور کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تمام فرقے گو شیطان پر تو لعنت کرتے ہیں۔ لیکن کافروں۔ ظالموں۔ منافقوں پر لعنت کرنے کو بلا وجہ گندی گالیاں اور بدتہذیبی سمجھتے ہیں۔ ان تمام اسلامی فرقوں میں سے

صرف ایک شیعہ فرقہ ہی تمام کافروں ظالموں منافقوں پر لعنت کرتا ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ میں فقرہ لاعنون سے اسی فرقہ شیعہ کی مدح کیگئی ہے جو مستحقین پر لعنت کرنے میں خداوند کریم اور فرشتوں اور نبیوں کے ہمراہ شریک ہوتے ہیں اور ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کا اسوۂ حسنہ اپنے میں ثابت کرکے دکھا دیتے ہیں والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ منقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری لاہوری۔

سوال۔ ایک سنت جماعت نے اعتراض کیا کہ شیعوں کی کتابوں میں وارد ہے کہ عضو تناسل کو ریشمی کپڑا لپیٹ کر محارم یعنی ماں اور بہن وغیرہ سے اگر جماع کیا جاوے تو گناہ نہیں ہے۔ امید کہ اس واقعہ کی اصلیت سے مفصل آگاہ کریں۔

الجواب۔ بعون اللہ الوہاب۔ سنی صاحب کا اس ناپاک واقعہ کو شیعیان اہل بیت طاہرین معصومین علیہم السلام کے پاک مذہب کی طرف نسبت دینا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ۔

ان لوگوں کا عجیب و غریب حال ہے ایسی ایسی نجس اور ناپاک ہزاروں باتیں ان کے اپنے مذہب کی روح ہیں۔ مگر افسوس کہ بے شرمی سے اس مذہب کے جہال دوسروں کے ذمے ایسے ناپاک اتہام لگا دیتے ہیں اور پھر دوسروں سے اپنے مذہب کا پردہ فاش کراتے ہیں۔ دیکھئے ہم انہیں کی کتابوں سے لف حریر کا مسئلہ ان پر ثابت کئے دیتے ہیں۔ مگر اصل مقصد سے پیشتر اس قدر سمجھ لینا ضروری ہے۔ کہ ان کے ہاں ثبوت زنا کے واسطے دونوں ختنوں یعنی مرد اور عورت کی شرمگاہ کے گوشت کا گوشت کے ساتھ مس ہونا اور حرارت کا محسوس کرنا شرط ہے۔ دیکھو شرح کنز الدقائق کی کتاب الحدود میں زنا

تحقیق کرتے ہوئے لکھتا ہے ولابد من مجاورۃ الختان الختان لان المخالطۃ
تتحقق بذلک فان ما دونہ ملامسۃ لا تتعلق بہا احکام الوطی
من الغسل وکفارۃ الصوم وفساد الحج الخ۔ یعنی مرد اور عورت کے
ختنہ گاہ کا آپسمیں مس ہونا شرط ہے کیونکہ بغیر اسکے نہ وطی کا نام اس پر صادق
آسکتا ہے۔ اور نہ غسل جنابت وکفارہ روزہ اور فساد حج وغیرہ احکام وطی کے
اس پر جاری ہو سکتے ہیں۔ اب ذرا غور کریں اس فتویٰ میں انکے مفتیوں نے
باب الفجور کو کسطرح کھول رکھا ہے۔ اگر لف حریر کا اور کوئی فتویٰ نہ بھی ہوتا۔
پھر بھی انکے ہاں عوام الناس کے مزے اڑانے کیواسطے یہ فتویٰ کوئی کم نہ تھا
اصل بات یہ ہے کہ لف حریر کے مسئلہ کو اسی شرط نے رواج دیا۔ کیونکہ حریر لپیٹ
کر ذکر کو فرج میں داخل کرنے سے چونکہ گوشت کو گوشت سے مس نہیں ہوتا اھ ہذا
ان کے مفتیوں نے اذا فقد الشرط فقد المشروط پر عمل کیا اور ابو حنیفہ صاحب
نے سب سے زیادہ اس کے رواج دینے میں حصہ لیا دیکھو الزام النواصب
وغیرہ میں حنیفہ سے نقل کرتا ہے من لف ذکرہ فی حریرا و فی خرقۃ و نکح امہ
او اختہ او بنتہ مع علمہ بالنسب وبالتحریم لا حد علیہ جو شخص کہ عضو
تناسل کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اپنی ماں یا بہن یا لڑکی سے دخول کرے اگرچہ
وہ اس کے نسب اور حرمت کو جانتا ہو لیکن حد اس پر نہیں ہے۔ اب دیکھئے
ان کے زعم سے اس مسئلہ کے جواز و حلت کی وجہ جو کچھ کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں
اسی کو ابن تیمیہ اور روزبہان وغیرہما نے دلیل حلت وجواز بیان کیا ہے
دیکھو ابن تیمیہ رد الروافض میں لکھتا ہے اور آپکا فخر قوم روزبہان
رد کتاب کشف الحق دلیل حلت کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ درمیان عضو تناسل
اور فرج کے چونکہ گوشت کو گوشت کے ساتھ مس ہونے میں اور لذت و

حرارت کے محسوس ہونیمیں کپڑہ ریشمی حائل ہوتا ہے لہذا نہ اسکو زنا کہہ سکتے ہیں اور نہ اس پر حد جاری ہو سکتی ہے۔ اور سنئے اسی دلیل کی تائید ان کا دوسرا مجتہد کر رہا ہے۔ دیکھو جامع الرموز کی کتاب الصوم میں کہتا ہے لولف ذکرہ من خوفتہ ما نعۃ الحرارۃ لم یُکفّر کما فی المنیہ یعنی عضو تناسل پر اگر ایسا کپڑا لپیٹ کر جماع کرے جو فرج کی گرمی کو محسوس نہ کر سکے تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اور کتاب مذکور کے کتاب الطہارت میں وجوب غسل سے بھی انکار کر دیا ہے لو لُفّت الحشفۃ بثوب او غیرہ لم یجب اے الغسل کما فی الجلالی یعنی سر ذکر کو کپڑا یا اور کوئی چیز لپیٹ کر اگر جماع کرے تو اُس پر غسل جنابت واجب نہ ہوگا۔ اسکی تائید میں **فتاویٰ عالمگیری** رطب اللسان ہے بقولہ لو لف علی ذکرہ خرقۃ واولج ولم ینزل قال بعضھم یجب الغسل وقال لعضھم وھو الاصح ان کانت الخرقۃ رقیقۃ بحیث یجد حرارۃ الفرج واللذۃ وجب الغسل والافلا یعنی عضو تناسل پر اگر لتہ لپیٹ کر دخول کرے لیکن منی خارج نہو بعض کے نزدیک غسل جنابت واجب نہوگا۔ اور بعضوں کے نزدیک اگر کپڑا باریک ہو جس سے فرج کی حرارت اور لذت محسوس ہو تو غسل واجب ہے اور نہیں تو نہیں۔

فتاویٰ برہنہ مطبوعہ مطبع حسامی لاہور کے جلد دوم صفحہ ۱۸ کو بھی ذرا ملاحظہ فرمالیں۔ اگر خرقہ بر ذکر پیچیدہ در آورد اگر نرم باشد قضا است وکفارت و اگر درشت بود قضا وغسل لازم نہ۔ کما فی المجموعہ۔ یہاں تک تو غسل وحد کے واجب نہ ہونے کا ذکر تھا اب ذرا اس قسم سے جماع حرام نہ ہونے کا بھی فتوےٰ ملاحظہ کرلیں۔

دیکھو بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے۔ لوجامعھا بخرقۃ علی

ذکرہا لا یثبت الحرمۃ یعنی اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر عورت سے جماع کرے تو حرام نہیں ہے۔

یہ تو لف حریر کر کے جماع کرنیکا فتویٰ تھا۔ اب ذرا بغیر لف حریر کے ملاحظہ کرلیں کہ ابو حنیفہ صاحب نے حیوانوں کی مانند کھلم کھلا ہر ایک عورت ماں بہن وغیرہ سے جماع کرنے کو فتوےٰ دیدیا ہے۔

دیکھو ھدایہ جلد اول صفحہ ۶۶ مطبوعہ مطبع مصطفائی قولہ ومن تزوّج امرأۃ لا یحل لہ نکاحہا فوطیہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفہ یعنی جس شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو اس کو حلال نہ تھی (جیسے ماں۔ بہن۔ بیٹی) پھر اس سے جماع کیا ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔ اور یہی عبارت بعینہ ہدایہ مترجم فارسی مطبوعہ نولکشور صفحہ (۴۳۰) میں بھی موجود ہے اور اگر اس سے بھی عجیب تر فتوےٰ دیکھنا منظور ہو تو **فتاویٰ قاضیخان** جلد اول مطبوعہ نولکشور صفحہ (۱۰۰) ملاحظہ ہو وکذا اذا جامع بھیمۃً ولم ینزل او میتۃ ولم ینزل او ناکح بیدہ ولم ینزل او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل وان انزل فی ھٰذہ الوجوہ کان علیہ القضاء دون الکفارۃ لوجود قضاء الشہوۃ بصفۃ النقصان یعنی اسی طرح جبکہ جماع کرے ساتھ چارپائے کے اور نہ انزال ہو یا جماع کرے مردے کو اور نہ انزال ہو اور مشت زنی کرے اور نہ انزال ہو یا جماع کرے سوا فرج کے۔ اور نہ انزال ہو تو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر انزال ہو تو روزے کی قضا ہے نہ کفارہ واسطے ادا کرنے شہوت کے ساتھ صفت نقصان کے۔

غرض اس قسم کے فتاوےٰ کا سنت جماعت کے ہاں بہت ساخزانہ موجود

ہے۔ عیش پسند طبیعتوں کو ان مفتیوں کا دل وجان سے ممنون ہونا چاہئے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہ چند فتوے میں نے اسجگہ سائل صاحب کے جواب میں لکھدیے ہیں۔ کہ شیعیان آئمہ طاہرین علیہم السلام کے پاک مذہب کی طرف ایسی ناپاک باتوں کا نسبت دینے والا بہولتا ہے۔ اسکو اپنی کتب مذہبیہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ تاکہ اسکو معلوم ہوجائے کہ ایسے ناپاک فتوے ان کے اپنے ہی مذہب کے ہیں۔ والسّلام علی من اتبع الھدیٰ۔ نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری لاہوری۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں مجتہدین مذہب امامیہ اس مسئلہ میں کہ شیعہ نماز میں قنوت کرتے ہیں یہ بدعت ہے اس واسطے کہ قول وفعل رسولؐ نہیں ہے اور اہل سنت جماعت آیہ ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے مطابق سنت رسولؐ کے عامل ہیں شیعوں کی طرح بدعت کے عامل نہیں آپ سے التجا کیجاتی ہے۔ اگر سنیوں کی کتابوں سے حضرت پیغمبر صلعم کا قنوت پڑھنا ثابت ہو تو بحوالہ صفحہ وکتاب تحریر فرماویں۔ ممنون ہونگا فقط

الجواب ۔ انصاف تو یہ ہے اگر ہم کتب سنت جماعت سے پیغمبر فداہ روحی کا نماز میں قنوت پڑھنا ثابت کر دیں تو معترض شیعوں کو عامل سنت رسولؐ اور سنیوں کے بدعت پرست ہونے کا اقرار کرے ورنہ منصفین اس کو ہٹ دھرم جاننے پر مجبور ہیں کیونکہ ان لوگوں کا تو ہمیشہ سے یہی قاعدہ ہے کہ خود بدعتوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور خود کو سنت جماعت کہلاتے ہیں۔ لیکن شیعہ جو حقیقت میں سنت رسولؐ کے دل وجان سے عامل ہیں یہ بے انصاف بدعتی اور رافضی کے خطاب سے انکو یاد کرتے ہیں خیر ہمیں اس سے بحث نہیں ان کا جو دل چاہے کریں لکم دینکم ولی دین لیکن جواب استفتاء میں اسقدر ضرور دکھانا منظور ہے

کہ شیعوں کی کتابوں میں تو قنوت ثابت ہے اہل سنت کے ہاں بھی حضور نبوی
فداہ امی وابی کا نمازوں میں قنوت پڑھنا ثابت ہے افسوس ہزار افسوس
کہ یہ لوگ اپنی جہالت اور نادانی سے جھٹ شیعوں پر ایک نہ ایک الزام بدعت
اور ضلالت کا دیتے رہتے ہیں دیکھو صحیح مسلم جو کہ مع شرح نووی چھاپا گیا
ہے۔ صفحہ ۲۳۷ میں یہ حدیث موجود ہے۔ عن البراء بن عازبؓ ان رسول اللہ
صلعم کان یقنت فی الصبح والمغرب رواہ مسلم وابو داؤد والترمذی
وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح یعنی روایت ہے براء بن عازبؓ
سے کہ تحقیق جناب رسولخدا قنوت پڑھتے تھے نماز صبح اور نماز مغرب میں روایت
کیا ہے اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے
یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ کیوں حضرت اب کہئے پیغمبرؐ نے نماز میں قنوت کیا
یا نہیں اور اس بناء پر فرمائیے کہ اب عامل بالسنت کون ٹھیرا اور بدعت کا مرتکب
کون ہوا اب بھی شرم نہ آئے تو لگے ہاتھ صحیح مسلم کا سر کاٹ ڈالئے اس میں نہ
ہینگ لگتی ہے نہ پھٹکری۔ پھر تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتاب مسلم نہ صحاح ستہ
میں سے ہے اور نہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ ایسا ہی ابو داؤد اور ترمذی
کی نسبت کہکر آپ اپنا پیچھا شیعوں سے چھوڑا سکتے ہیں یا کم از کم آپ ایسے
وقت میں اور کچھ نہیں تو پنجاب کے مسیحوں اور ہندوستان کے پیغمبروں ہی
کی تقلید کر لیا کریں۔ جو جان چھوڑانے کے لئے اپنی تمام معتبر کتابوں حتیٰ کہ
صحاح ستہ میں بھی شیعوں کی دست اندازی کے قائل ہوئے ہیں یہ عجیب و
غریب نسخہ ہے آپ جیسے حضرات کے لئے ایسے مجرب نسخوں کا استعمال کرنا نہایت
ہی مناسب اور موزون ہے۔

اس ایک حدیث سے اگر آپکی تسلی نہ ہوئی ہو تو ذرا ابو داؤد طبع اول دہلی

کے صفحہ ۲۲۲ کا بھی ملاحظہ فرمالیں عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئل هل قنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الصبح فقال نعم فقیل له قبل الرکوع او بعد الرکوع قال بعد الرکوع رواہ ابو داؤد۔ یعنی انسؓ سے روایت ہے کہ تحقیق ان سے پوچھا گیا کہ کیا قنوت پڑھی پیغمبرؐ روحی فداہ نے نماز صبح میں فرمایا ہاں پس پوچھا گیا ان سے حضرت صلعم نے قبل رکوع کے قنوت پڑھی ہے یا بعد رکوع کے فرمایا بعد رکوع کے روایت کیا ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے۔

اور سنئے اس سے صریح تر نووی مطبوعہ نولکشور جلد اول کے صفحہ (۲۳۷) میں ہے کہا نووی نے یہ باب ہے مستحب ہونے قنوت کا سب نمازوں میں جب نازل ہو ساتھ مسلمانوں کے کوئی حادثہ اور پناہ دے اللہ اس سے اور مستحب ہے پڑھنا قنوت کا نماز صبح میں ہمیشہ اور محل اسکے پڑھنے کا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے اخیر رکعت میں اور مستحب ہے بلند پڑھنا قنوت کا مذہب امام شافعی کا یہی ہے کہ تحقیق سنت ہے پڑھنا قنوت کا نماز صبح میں ہمیشہ اس سے بھی عجیب تر تحقیق منظور ہو تو دیکھو فتح القدیر جلد اوّل مطبوعہ نولکشور صفحہ (۱۸۶) شیخ ابن ہمام نے بالکل ہی پردہ اٹھا دیا ہے قولہ کہا حازمی نے کتاب ناسخ و منسوخ میں کہ تحقیق روایت کی گئی ہے یعنی قنوت پڑھنا نماز فجر میں خلفا اربعہ وغیرہ۔ لوگوں کا مثل عمار یاسر۔ ابی بن کعب۔ ابی موسیٰ اشعری ابن عباس۔ ابی ہریرہ۔ براء بن عازب۔ انس۔ سہل بن سعد ساعدی معاویہ بن ابی سفیان۔ حضرت عایشہ اور کہا کہ گئے ہیں طرف اسکے اکثر صحابہ اور تابعین اور ذکر کیا تابعین میں سے ایک جماعت کا۔ انتہیٰ

غرض ان کے ہاں کی معتبرہ کتابوں میں بہت سی ایسی صریح حدیثیں موجود

ہیں پھر کیا وجہ ہے جو اہل سنت جماعت اس سنت رسول اللہ صلعم سے منحرف اور منکر ہیں بلکہ پیروان پیغمبر کو بدعت عمل کرنے کا الزام دے رہے ہیں شرم شرم!! شرم!!!

نام تو سنت جماعت رکھ لیا مگر سنت رسوؐل کو بدعت قرار دیدیا۔ مصرع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند واہ صاحب واہ۔

۱ **سوال** - منجملہ شیعوں کی بدعتوں کے آذان میں حیّ علی خیر العمل کا پڑھنا ہے جو سراسر بدعت ہے اور شیعوں نے اپنی جانب سے یہ عبارت آذان میں داخل کردی ہے زمانہ رسوؐل خدا صلعم یا خلفائے راشدین کے زمانے میں ہرگز یہ فقرات نہیں کہے جاتے تھے۔ ورنہ پھر کیوں ہمیں کتب سنت جماعت سے نہیں دکھایا جاتا۔ امید کہ جواب باصواب سے مفتخر فرماویں بیّنوا وتوجروا

الجواب لعون اللہ الوھاب۔ کون شخص اسلامی دنیا میں حضرت بلال علیہ الرحمۃ والغفران موذن جناب رسوؐلخدا صلعم سے واقف نہیں ہے وہ برابر آذان میں حیّ علی خیر العمل کہا کرتے تھے ملاحظہ ہو کتاب الغایہ فی شرح الھدایہ میں مسطور ہے عن بلالؓ انہ کان ینادی بالصبح فیقول حیّ علی خیر العمل یعنی بلال علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ وہ صبح کے وقت آذان میں حیّ علی خیر العمل کہا کرتے تھے۔ اگر زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو ذرا **کنز العمال** کو ملاحظہ کرلیں عن بلال کان یوذّن بالصبح فیقول حیّ علی خیر العمل رواہ الطبرانی یعنی صبح کی آذان میں جناب بلال علیہ الرحمۃ والرضوان حیّ علی خیر العمل کہتے تھے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور سُنئے مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں وارد ہوا ہے حدّثنا حاتم بن اسماعیل عن جعفر بن ابیہ و مسلم بن ابی مریم ان علیّ بن الحسین

علیہ السلام کان یوذن فاذا ابلغ حیّ علی الفلاح قال حیّ علی خیر العمل ولیقول ھو الاذان الاوّل یعنی حضور سید الساجدین جناب امام زین العابدین علیہ السلام روحی لہ الفداء آذان میں حیّ علی الفلاح کے بعد حیّ علیٰ خیر العمل کہا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ پہلے اسی طرح آذان دیا کرتے تھے تلویح شرح صحیح بخاری اور کتاب الغایہ فی شرح الہدایہ میں بھی یہ حدیث مذکور ہے اس کے علاوہ دیکھو شرح تجرید میں علامہ قوشجی فرماتے ہیں انہ صعد المنبر وقال یا ایھا النّاس ثلث کنّ علی عھد رسول اللہ انا انھی عنھن و احرّمھن واعاقب علیھن وھی متعۃ النساء و متعۃ الحج وحیّ علیٰ خیر العمل یعنی آنریبل ڈاکٹر عمر صاحب نے برسر منبر فرمایا زمانہ حضرت رسولخدا صلعم میں تین چیزیں حلال تھیں۔ جن کو ما بدولت و اقبال حرام کرتے ہیں اگر اب کوئی انکو عمل میں لائیگا۔ عتاب شاہی کا مستوجب ہوگا سخت سزا پائیگا وہ متعہ نساء اور متعہ حج اور اذان میں حیّ علیٰ خیر العمل کہنا ہے اب بھی یقین نہ آئے تو اپنے ہاں کی ان مذہبی کتابوں کو جلا دو یا دریا برد کر دو جن سے تمہارا اپنا ہی بدعت پرست ہونا ثابت ہو گیا اب ہم اسجگہ یہ دکھائے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتے کہ الصّلوٰۃ خیر من النّوم اذان صبح میں کہنا بدعت عمری ہے۔ اور ہرگز عہد جناب رسالتمآب صلعم میں آذان میں یہ نہیں کہا جاتا تھا۔ تاکہ سائل اور معترض صاحب کو اپنے ہاں کی کتابوں سے معلوم ہو جاوے کہ در اصل بدعتی سنت جماعت ہیں نہ شیعہ دیکھو موطائے مالک میں ہے انہ بلغہ ان المؤذّن جاء عمر بن خطاب یؤذنہ لصلوٰۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصّلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المومنین فامرہ ان یجعلھا فی نداء الصبح یعنی مالک سے منقول ہے کہ عمر ابن خطاب کے پاس موذن نماز صبح کی خبر دینے گیا اور اس کو سوتا پایا پس کہا الصّلوٰۃ

خیر من النوم یعنی نیند سے نماز پڑھنا بہتر ہے اے امیرالمومنین پس عمر بیدار ہوا اور حکم دیا کہ اسکو آذان صبح میں داخل کر دو۔ روایت مذکور کو موطا سے مشکوٰۃ میں اور امام اعظم کے شاگرد رشید محمد بن حسن نے بھی اپنے موطا میں نقل کیا ہے تفصیل مطلوب ہو تو ذرا ازالۃ الخفاء کو بھی ملاحظہ کریں جسمیں آپ کے شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی لکھدیا ہے۔ مالك ان عمر علم مؤذنه ان یقول الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی مالک کے نزدیک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عمر نے اپنے موذن کو مامور کیا کہ آذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہا کرے۔ اب تو معترض صاحب کو شرم دامنگیر ہوئی ہوگی۔ کہ دوسروں کو بدعتی کہتے ہوئے افسوس کہ اپنی ہی کتابوں سے خود بدعتی ہوئے اور شیعہ بدعت و ضلالت سے پاکدامن ثابت ہوئے۔ مگر اب کف افسوس ملنے سے کیا فائدہ بہتر تو یہ ہے کہ اب آئیندہ کے لئے متنبہ ہو جاؤ۔ اور بغیر سوچے سمجھے اہل حق کو کبھی بدعتی اور گمراہ نہ کہا کرو ورنہ یاد رہے کہ (چاہ کن را چاہ درپیش) کا جو مقولہ ہے۔ اس کے مطابق تم خود ہی ثابت ہو گے۔ یہ قول ہمارا پسند خاطر ہو تو مانئے ورنہ آپ جانئے۔ من آنچہ شرط وفا است باتو میگویم + توخواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال۔

سوال۔ تقیہ کیا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ تقیہ ایک منافقانہ رفتار ہے جو دلمیں کچھ ہو اور ظاہر میں اس کے برخلاف بیان کرے۔ ایسی رفتار انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے شایان شان نہیں۔ کیونکہ وہ منجانب خداوند علام ہادی امام اور مبلغ حلال و حرام ہیں عیاذاً باللہ اگر وہی منافقانہ طور پر رفتار کریں تو برا اثر جسقدر کہ امت پر پڑیگا ایک نادان سے نادان بھی ناواقف نہیں امید کہ اس کا جواب دلائل عقلیہ و نقلیہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے تسکین بخش لکھیں۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ۔

الجواب - بعون اللہ الوہاب - تقیہ اور نفاق میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشمس وابین من الامس ہے اسواسطے کہ الاعمال بالنیات عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہوا کرتا ہے - بس اب تو ہر نادان سے نادان بھی معلوم کر سکتا ہے کہ نفاق ایک چیز ہے اور تقیہ دوسری چیز گو کہ حالت ظاہری دونوں کی یکساں ہو گی باین معنی کہ ظاہر میں تو کفر کو اختیار کرے اور باطن میں قلبہ مطمئن بالایمان یعنی مومن کامل ہو یا برعکس اسکے - اب اسمیں اسکی نیت کو دیکھا جائیگا - اگر نیت بھی اس کی فاسد ہو - یعنی جس طرح کہ حالت اسکی منافقانہ ہے نیت بھی اس کی منافقانہ ہو تو وہ شخص بلاشبہ منافق ہے اور اگر کوئی شخص بوجہ خوف یا اکراہ کرنے کسی زبردست ظالم کے ظاہری حالت کو اپنی باطنی حالت کے مخالف ظاہر تو کرے - لیکن نیت اسکی صالح ہو اور وہ ہرگز بغیر خوف وجبر کے اس حالت کو پسند نہ کرتا تو اسکو تقیہ کہتے ہیں یہ نفاق نہیں - اب رہا تقیہ کے جواز بلکہ بوقع واجب ہونے کا ثبوت سو اس کو ہم پہلے قرآن مجید پھر احادیث متفقہ سے بیان کرتے ہیں - دیکھو قرآن مجید کی آیہ شریفہ لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منہم تقیۃ ویحذرکم اللہ نفسہ و الی اللہ المصیر - یعنی مومنین کو نہیں چاہئے کہ کافروں کو اپنا دوست پکڑیں پس جس مومن نے کسی کافر کو دوست پکڑا پس خدا کے نزدیک وہ اچھا آدمی نہیں ہے مگر جب کہ وہ اپنی حفاظت کے واسطے تقیہ کرے اور اللہ تمہیں اپنی ذات پاک سے ڈراتا ہے - کیونکہ اسی کی طرف ہر شخص کا رجوع ہے - اس جگہ فقرہ تقیہ میں دو قرائتیں ہیں (١) قرائت تو تُقَیۃً ہے (٢) قرائت تَقیّۃً ہے جن کے معنی حفاظت اور صیانت نفس کے ہیں دوسری آیت مجیدہ

سورہ نحل کی ہے۔ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی جو شخص کہ بعد ایمان لانے کے خدا یا خدا کے کسی حکم کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ مگر جس شخص کو کہ کفر کرنے یا کہنے پر مجبور اور مقہور کیا جاوے لیکن وہ دل میں اپنے ایمان کامل پر مطمئن ہو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوتا

خیال فرماویں خداوند کریم نے کیسے کھلے لفظوں میں بوقت ظلم و جبر بغرض حفاظت نفس تقیہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ بھی نفاق ہوتا تو خداوند کریم اسکی اجازت نہ دیتا۔ کیونکہ منافقوں کے حق میں فرما چکا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی منافقوں کی جگہ جہنم کا آخری درجہ ہے

اب لیجئے معتبر اور متواتر حدیثوں سے بھی تقیہ کا ثبوت ملاحظہ کرلیں عن مسیلمہ اخذ رجلین فقال لاحدھما ما تقول فی محمد فقال رسول اللہ وقال ما تقول فی فقال انت ایضا فخلاہ وقال للآخر ما تقول فی محمد قال رسول اللہ وقال ما تقول فی فقال انا اصم واعاد علیہ ثلثا فاعاد علیہ جوابہ مثل الاول فقتلہ فبلغ ذلک رسول اللہ فقال اما الاول فقد اخذ رخصۃ اللہ واما الثانی فقد صدع بالحق فھنیئا لہ اس قضیہ مسیلمہ کذاب کو تمام ائمہ تفسیر اور سیر نے مفصل لکھا ہے جس کا خلاصہ میں اس جگہ ناظرین کے واسطے درج کرتا ہوں۔

مسیلمہ (جس نے جھوٹا دعوے نبوت کا کیا تھا) نے ایک مسلمان سے پوچھا کہ حضرت محمد بن عبد اللہ کے حق میں تیرا کیا خیال ہے اُس نے جواب دیا میں رسول خدا مانتا ہوں۔ پھر مسیلمہ نے کہا میرے حق میں تیرا کیا اعتقاد ہے اس نے کہا تو بھی آنحضرت کی مانند ہے۔ یہ کہکر اس نے تو جان چھڑائی اور مسیلمہ نے اسکو رہا کر دیا۔ اس کے بعد ایکدوسرے مسلمان سے اس نے پوچھا تو بتا بھائی

جناب محمد مصطفیٰ صلعم کے حق میں تیرا کیا اعتقاد ہے اس نے کہا وہ حضرت پیغمبر رسولخدا برگزیدہ الہٰ ہیں۔ پھر کہا میرے حق میں تیرا کیا خیال ہے اس نے جواب دیا میں گونگا اور بہرہ ہوں۔ فوراً مسیلمہ نے اس کو قتل کر ڈالا۔ چلو چھٹی ہوئی اب یہ خبر آہستہ آہستہ فخر الانبیاء رسول اکرم فداہ روحی تک پہنچی۔ تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پہلے شخص نے خداوند کریم کے حکم واجازت سے کہا جو کچھ کہا اور دوسرے صاحب نے حق رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب خیال تو کریں اس میں اشکال ہی کیا باقی رہ گیا جو تقیہ کے نام سے اسقدر گھبرا جاتے ہو۔ اگر یہ ناجائز فعل ہوتا تو رسولخدا فداہ روحی کاہیکو پہلے شخص کی تعریف فرماتے۔ بلکہ بزعم آپ کے اس کو منافق کہتے جب حضور علیہ السلام نے اس فعل کو جائز قرار دیا۔ تو سنت والجماعت کو اس کے جائز ہونے میں کیوں تامل ہونا چاہیئے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس فرقہ نے شیعہ کی مخالفت کو شعار اپنا قرار دے رکھا ہے خواہ وہ فعل انہیں کی کتابوں سے رسول صلعم ہی کا قول و فعل کیوں نہ ثابت کر دیا جاوے لیکن انہوں نے نہیں ماننا کیونکہ شیعوں کا اس پر عمل درآمد ہے۔ اچھا صاحب نہ مانئے۔ ہمارا اسمیں بگڑتا ہی کیا ہے ہمیں تو اس میں کچھ بحث ہی نہیں جو چاہو کرتے پھرو۔ لیکن اسقدر ضرور کہتا ہے کہ آپ ہی کی کتابوں میں قرآن مجید کے علاوہ تقیہ کرنا بوقت ضرورت ایک جائز اور مباح فعل ہے اس سے اگر تسلی نہ ہوئی ہو تو اور سنیئے کہ آیہ شریفہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کی تفسیر میں مفسرین نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ یہہ آیت مجیدہ عمار یاسر کے حق میں مخصوصاً نازل ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے عمار یاسر کے والدین کو قتل کر ڈالا تب انہوں نے قتل کی

دھمکی دیکر عمار کو کفر کرنے اور کہنے پر سخت مجبور کیا۔ عمار نے قتل کے خوف سے
کلمہ کفر کہہ تو دیا۔ لیکن روتے ہوئے جناب پیغمبر فداہ روحی کی خدمت میں پیش
ہوا۔ حضور علیہ السلام اس کے آنسو پونچھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کیوں روتے
ہو۔ عمار یا کسی اور شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم اس کو کلمہ کفر کہنے
پر کفار مکہ نے سخت مجبور کیا۔ تب آیہ مجیدہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان نازل ہوئی یعنی جس شخص کو کفر کہنے پر مجبور کیا جاوے۔ لیکن دل
میں وہ مطمئن بالایمان ہو تو وہ کافر نہیں ہوتا۔ اس وقت حضور علیہ السلام نے
عمار سے خطاب کیا یا عمار ان عادوا علیک فعد یعنی اے عمار پھر ایسے ہی
موقع پر اگر کفار تجھے مجبور کریں۔ تو تم بلا مضائقہ کہدینا۔ اللہ اللہ کیا شفقت
اور مہربانی تھی حضرت کو اپنی امت مرحومہ پر اور کیا ہی ثبوت دیا ہے آیہ
لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کا اور کیا خوب واضح کر دکھایا ہے۔ مضمون آیہ
شریفہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کو یعنی اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت
میں مت ڈالو۔ عمار یاسر اگر اسوقت کفار کا کہنا نہ مانتا تو یقیناً اس کے والدین
کی طرح ضرور اسکو بھی تہ تیغ کر ڈالتے۔ عقلمندو بتاؤ تو سہی اس کے مارے جانے
سے تمہارا کیا فائدہ ہوتا۔ یہ تو وہی مثال ہوئی۔ (چڑیوں کی موت گنواروں
کا ہانسا) خیر اب تو ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام نے حکم دیدیا ہے کہ ایسے ہی
کسی سخت خوف کے موقع پر اگر کلمہ کفر پر مجبور کیا جاوے تو جان بچانے کیواسطے
زبان سے کہدینا مضائقہ نہیں۔ لیکن دل میں مطمئن ایمان کامل پر رہنا چاہیئے
تاکہ آیہ مجیدہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کی بھی تعمیل ہو اور
آیہ شریفہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کی بھی مخالفت لازم نہ آسکے
اور یہ تقیہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کے علاوہ میں کہہ سکتا ہوں کہ تقیہ تو شعار

پیغمبروں کا ہے۔ بیضاوی میں قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تفسیر آیہ وفعلت فعلتك التی فعلت میں لکھا ہے کان موسیٰ یعایشہم بالتقیۃ یعنی حضرت موسیٰ بسر کرتے تھے۔ فرعونیوں میں ساتھ تقیہ کے اور بخاری میں ہے۔ قال الحسن التقیۃ باقیۃ الیٰ یوم القیٰمۃ یعنی حسن بصری نے کہا ہے۔ کہ تقیہ روز قیامت تک باقی ہے۔ اور فردوس الاخبار میں دیلمی نے لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے۔ التقیۃ دینی ودین آبائی یعنی تقیہ میرا دین ہے اور میرے آبار اور اجداد کا دین ہے۔ اور مواہب لدنیہ میں مذکور ہے مازال النبی مستخفیا حتیٰ نزل فاصدع بما تؤمر قالوا وکان ذلك بعد ثلث سنین من النبوۃ وھی التی اخفی رسول اللہ امرہ الی ان امر اللہ تعالیٰ باظہارہ فنادی قومہ بالاسلام واصدع بہ یعنی حضرت رسولخدا صلعم ہمیشہ اپنی نبوت کو مخفی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آیت مجیدہ فاصدع بما تؤمر نازل ہوئی اور یہ حال جناب پیغمبر خدا فداہ روحی صلعم کا بعد نبوت کے تین برس تک رہا۔ کہ اپنے امر کو کفار سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اظہار کا حکم ہوا۔ پس اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کی جہاں فاصدع بما تؤمر ہے وہاں لکھ دینیم دلی دین۔ بھی ہے۔

یہاں تک تو سنت جماعت ہی کی کتابوں سے جواز تقیہ کے دلائل ہمنے بیان کئے ہیں۔ اب سنئے شیعوں کی مستند کتابوں میں اس قدر معتبر حدیثیں عند الضرورت جواز تقیہ میں وارد ہیں۔ کہ ان تمام حدیثوں کے احصار میں کئی جزو اس کے مانند لکھی جا سکتی ہیں۔ لیکن نظر باختصار چند معتبر حدیثوں پر ہی میں اس جگہ اکتفار کرتا ہوں۔ (۱) جناب نبوی فداہ روحی نے فرمایا تارك التقیۃ

کتارک الصلوٰۃ یعنی بوقت ضرورت تقیہ کو ترک کرنے والا تارک الصلوٰۃ سے گناہ میں کمتر نہیں ہے۔ (۲) جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے التقیّۃ من افضل اعمال المؤمنین یصون بها نفسه و اخوانه عن الفاجرین یعنی افضل ترین اعمال مومنین سے تقیہ کرنا ہے جسکی وجہ سے انسان اپنی اور برادران مومنین کی ضرر سے حفاظت کرسکتا ہے (۳) جناب صادق آل محمد علیہم السلام سے منقول ہے ان التقیّہ جُنة المومنین یعنی تقیہ مومنین کے واسطے بمنزلہ سپر کے ہے۔ (۴) نیز آنحضرت علیہ السلام سے منقول ہے۔ التقیّہ فی کلّ ضرورۃ وصاحبها اعلم بها حین ینزل به وابن مکانه یعنی ہر ضرورت کے وقت تقیہ کرنا لازم ہے اور تقیہ کرنے والا اس کے محل اور موقعہ کو بہتر جانتا ہے۔ (۵) معصوم علیہ السلام سے منجملہ نصایح کے وارد ہوا ہے فاستر ذهبك وذهابك ومذهبك یعنی نااہل سے تین چیزوں کا مخفی رکھنا لازم ہے۔ ایک تو مال اور زر اپنا دوسرا جسجگہ جانا چاہتا ہو۔ تیسرے مذہب اپنے کو ہر دوست و دشمن پر ظاہر نکرنا چاہیئے ؎

ما نصیحت بجائے خود کردیم
اختیارت است آخرا کن نکن

پس جبکہ براہین عقلیہ اور قرآن مجید اور احادیث متفقہ سے جواز تقیہ اور فرق نفاق و تقیہ میں ہم نے ثابت کیا تو انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے تقیہ کرنے سے بطریق تعلیم و تادیب جو کچھ کہ نیک اثر امت پر پڑیگا۔ ایک نادان سے نادان بھی ناواقف نہیں رہ سکتا۔ اسواسطے کہ ہلاکت اور ضرر و دشمنان دین سے بچنا اور حرام موت مرنے سے نجات پانا اور دل میں مطمئن بایمان رہنا

بموقع تقیہ کرلنے سے ہی حاصل ہوتا ہے یہ نیک اثر نہیں تو کیا ہے شیعوں
کا یہ شعار نہیں اور نہ انکے مذہب میں یہ حکم ہے کہ بغیر موجود ہونے امام
معصوم مطہر برحق کے ہر ملوانے کے کہے کہانے جاہل گنڈوں اور نادانوں
کی مانند چھرا ہاتھ میں لیکر کفار سے جہاد پر آمادہ ہوں۔ اگر مار دیا تو غازی
اگر مارے گئے تو شہید ہوئے جسکو کوئی مہذب اور تعلیم یافتہ عزت اور وقر
کی نگاہ سے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ تمہاری انہیں باتوں نے تو پاک اسلام
کو دھبہ لگا رکھا ہے اور مخالفین تم پر ہنس رہے ہیں کہ اسلام میں بجز کشت
وخون کے کوئی بھی خوبی نہیں جسکو عقل پسند کرکے اسلام کے قبول کرنے
پر آمادہ ہو۔ افسوس + تمت خادم الشریعۃ المطہرہ۔ علی الحائری لاہوری

سوال۔ اس زمانہ میں جب کہ مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی احکام
الٰہی کو صرف قرآن مجید ہی سے بیان فرماتے ہیں اور حدیث رسول کو ترک
کرتے ہیں تو عوام الناس کو کونسا طریق تمسک کرنا چاہیے۔ آیا عامل بالقرآن
ہونا افضل ہے یا عامل بالحدیث۔ میں متبع چکڑالوی صاحب تو نہیں ہوں مگر
محقق ضرور ہوں آپ حل عقدہ فرما دیں ممنون ہونگا۔ واللہ اعلم

الجواب۔ بعون اللہ الوہاب۔ چکڑالوی صاحب کا تارک حدیث رسول
اور صرف متمسک بالقرآن ہونا کوئی تازہ بات نہیں جو سنت جماعت کی
گھبراہٹ کا باعث ہو۔ اس بیچارہ نے تو احیاء سنت عمری کیا ہے جو تقریباً
بارہ سو برس پیشتر ان کے عمر صاحب نے صرف قرآن ہی کے تمسک کرنے
کا حکم دیا ہے اور وانّ ھذا الرجل لیھجر قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القرآن فحسبنا کتاب اللہ الخ یعنی فرمایا یہ شخص (پیغمبر صلعم نعوذ باللہ) بک
رہا ہے کیونکہ درد نے اس پر غلبہ کیا ہے لوگو تمہارے پاس قرآن مجید تو موجود ہے

پس وہ ہمارے واسطے کافی ہے بخاری میں عمر کا یہ قول سات جگہ منقول ہے
پس آپ ہی ذرا غور کریں کہ چکڑالوی صاحب نے کونسی نئی بات کہی ہے
جو پیشتر آپکے عمر صاحب نہیں کہہ گئے اور کر گئے۔ ہاں زیادتی یہ کی ہے کہ
چکڑالوی نے کہدیا کہ پیغمبر صلعم ایک چٹھی رسان تھے جو خدا کی چٹھی (یعنی قرآن)
لوگوں کو پہنچا گئے ہیں کیا وجہ ہے کہ چکڑالوی کے اس اعتقاد فاسد پر تو سنت
جماعت نے حکم تکفیر لگا دیا۔ لیکن عمر صاحب کے مذکورہ فقرہ پر جو اس نے
پیغمبر صلعم کو ہذیان کی نسبت دی ہے۔ حکم........ نہیں لگایا گیا خیر
ہماری تو یہ غرض تھی کہ چکڑالوی نے احیار سنت عمری کیا اسواسطے ہم سنت
جماعت کو مطلع کرتے ہیں کہ انکو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ گھبراہٹ ہے تو شیعوں کو
ہے جو بارہ سو (۱۲۰۰) برس سے عمر کی حسبنا کتاب اللہ کے کہنے کی مخالفت کرتے چلے
آئے ہیں۔ اور اب چکڑالوی صاحب کو ویسا ہی جادۂ اعتدال سے منحرف سمجھتے
ہیں۔ میرے خیال میں تاہم غنیمت کہ چکڑالوی صاحب نے قرآن مجید کے کافی
سمجھنے کا اعتقاد تو کیا لیکن عمر صاحب نے قرآن کو کافی کہکر بھی کافی نہ سمجھا
ورنہ ان کو انجیل و توارت کے انتخاب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر آپ کو
شک ہو تو دارمی مطبوعہ نظامی کانپور صفحہ (۶۲) کا ملاحظہ کریں یہ حدیث
موجود ہے عن جابر ان عمر ابن الخطاب الی رسول اللہ صلعم بلنسخۃ
من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ھذہ لنسخۃ من التوراتیۃ فسکت فجعل
یقراء و وجہ رسول اللہ صلعم یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل ماتری
ما بوجہ رسول اللہ صلعم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلعم فقال
اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام
دینا و بمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلعم والذی نفس محمد بیدہ

لو بین الکم موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسیٰ حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی رواہ الدارمی خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ جابر نے روایت کی ہے کہ عمر صاحب ایک نسخہ توراۃ کا حضور نبوی فداہ روحی کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا اور کہا کہ حضرت یہ توراۃ کا نسخہ ہے حضور علیہ السلام چپ ہو رہے۔ پس عمر صاحب نے پڑھنا شروع کر دیا حضرت روحی فداہ کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا گیا۔ اس وقت ابوبکر صاحب نے کہا اے عمر حضور اقدس صلعم کے چہرے کا تغیر تو نہیں دیکھتا روئیں تیرے پر رونے والیاں پس عمر صاحب نے حضور علیہ السلام کے چہرے کا تغیر دیکھتے ہی کہا پناہ پکڑتا ہوں۔ میں ساتھ اللہ کے خدا اور رسول خدا کے غضب سے۔ راضی ہوئے ہم خدا کے پروردگار ہونے پر رسول کی نبوت پر اور دین اسلام پر حضور علیہ السلام نے جواب میں اس کے فرمایا خدا کی قسم اگر حضرت موسیٰ ظاہر زندہ ہوتے تو تم مجھکو چھوڑ دیتے۔ اور اسی کی پیروی کر لیتے۔ پس تم سیدھی راہ سے ضرور گم ہو جاتے لیکن وہ خود موسیٰ علیہ السلام اگر زندہ ہوتے میرے زمانے میں تو وہ اپنی نبوت کو چھوڑ کر میری پیروی اختیار کرتے۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔

اقول۔ حضور علیہ السلام کا عمر کے جواب میں قسم کھا کر یہ فرمانا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو تم مجھے چھوڑ کر اسی کی پیروی کرتے الخ یہ فقرات نہایت ہی غور طلب ہیں کیونکہ حضور جیسے پیغمبر صلعم کا زبان مبارک سے حلفیہ ایسا فرمانا مذاق کی بات نہیں بلکہ آپ کے عمر صاحب کے ایمان کا اعلیٰ نمونہ ثابت کر رہا ہے جس پر سنت جماعت صاحبان کو فخر و ناز کرنا چاہیے کہ خلیفہ صاحب ثانی ایسے پکے ایماندار تھے جسکی شہادت حضور پیغمبر نے حدیث مذکور میں حلفیہ بیان

کر دی ہے۔

اب فرمایئے چکڑالوی نے کونسی نئی بدعت احداث کی ہے جو سنت جماعت اسکو قرآن مجید کے تنہا کافی کہنے پر بدعتی اور کافر کہتے ہیں ان مفتیوں کو لازم ہے کہ جس نے سب سے پیشتر حسبنا کتاب اللہ کہا ہے اسکو پہلے سوچ سمجھ لیں پھر چکڑالوی کے حق میں فتوے لکھتے پھریں۔

اب رہے شیعہ سو انکے نزدیک تو بارہ سو برس سے یہ بات چلی آتی ہے کہ چکڑالوی اور اس سے پیشتر حسبنا کتاب اللہ کا قایل غلطی پر ہے بہرحال حدیث رسول کی ضرورت ہے جس کے ثبوت پر عقل اور قرآن اور حدیث شاہد ہے دلیل عقلی یہ ہے کہ جب قرآن میں آیہ منه محکمات واخر متشابھات کے مطابق مختلف آیتیں موجود ہیں اور خود قرآن مجید ہدایت کرتا ہے لا یعلم تاویلھا الا اللہ والراسخون فی العلم (نہیں جانتا ہے ان مختلف آیتوں کے معنی مگر خدا اور جو علم میں کلی مہارت رکھتے ہوں) تو فرمایئے بغیر راسخون فی العلم کے کسی جاہل اور ناداں کے واسطے کس طرح یہ قرآن ہی کافی ہو سکتا ہے وہ تو نص قرآن کے مطابق متشابہات کی تاویل نہیں جانتے تو ضروری ہوا کہ ان متشابہات کی تاویل حدیث رسول سے معلوم کریں۔ کیونکہ اهل البیت اعرف بما فی البیت قرآن کے لانے والا ہی اسکے معنی بہتر جانتا ہے افسوس ہم نہیں مان سکتے کہ تیرہ سو برس بعد میں آنے والا چکڑالوی تو قرآن مجید کے معنی سمجھتا ہو لیکن جس پر قرآن مجید نازل ہوا وہ اسکے معنی نہ سمجھتا ہو۔ اور اگر قرآن مجید کے لانیوالا اس کے معنی سمجھتا تھا۔ تو جس قدر حدیثوں میں اس نے آیتوں کی تشریح کی ہے۔ اسکو ہم کسطرح نہ مانیں یہ بات عقل سے بعید ہے۔

قرآنی ثبوت بھی ملاحظہ کرلیں دیکھو پارہ سوم سورہ آل عمران قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الخ یعنی اے محمد صلعم کہدے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی اور متابعت کرو تاکہ خدا بھی تمہیں دوست رکھے۔ سو ظاہر ہے کہ پیروی رسول سے مقصود اس کے قول و فعل کی متابعت کرنی واجب ہے تب ہی خدا ملسکتا ہے۔ ورنہ خیالست و محال است و جنون

دوسری آیت دیکھو سورۃ النساء پارہ پنجم فلا و ربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ یعنی کہدو قسم تمہارے پروردگار کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں اسمیں جو جھگڑا اُٹھے آپسمیں پھر نہ پاویں اپنے دلوں میں خفگی تیرے فیصلہ سے اور قبول رکھیں مانحہ اس آیت مجیدہ میں بھی جسقدر تاکید کہ اطاعت رسول اور متابعت حدیث کی ظاہر ہوتی ہے ایک نادان سے نادان پر پوشیدہ نہیں۔

تیسری آیت دیکھو سورہ نساء پارہ پنجم یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا۔ یعنی اے لوگو جنہوں نے ایمان لایا ہے فرمان برداری اور اطاعت کرو اللہ کی اور کہا مانو رسولخدا کا اور پیروی کرو ائمہ اطہار علیہم السلام کی پس اگر کسی بات میں تمہیں نزاع واقعہ ہو تو خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو فیصلہ کرانے میں اگر خدا اور قیامت پر تمہارا ایمان ہے۔

چوتھی آیت۔ دیکھو سورہ احزاب لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ یعنی اے اہل اسلام تمہیں نیک پیروی رسولخدا کی کرنی چاہیے۔

پانچویں آیت - دیکھو سورۂ نساء پارہ ۵ والمحصنٰت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جس نے حدیث اور قول رسولؐ کی تعمیل کی اس نے خدا کی اطاعت کی اگر کوئی عقلمند آدمی ان پانچ آیتوں میں گہری نظر ڈالے تو اس پر حق مخفی نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ سچا متمسک بالقرآن ہوگا۔ تو وہ اطاعت رسولؐ اور عمل بالحدیث کو عمل بالقرآن سے کسی صورت میں کمتر نہیں جان سکتا کیونکہ حدیث نبوی پر عمل کرنا بھی تو قرآن ہی ہدایت کرتا ہے پھر وہ کیسا اہل قرآن ہو سکتا ہے جو ان آیتوں کا خود کو پابند نہ کرے ایسا شخص تو تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا مصداق ٹھہرتا ہے۔ اب چکڑالوی صاحب تو ان آیتوں میں سخت ہی چکر کھائینگے۔ کیونکہ ان کے باوجود اہلقرآن ہونے کے خود قرآنمجید نے انکے دعویٰ کی صریح تکذیب کر دی ہے اگر ان صریح آیتوں کو چھوڑ کر بھی یہ مدعی اہل قرآن عمل بالحدیث میں مخالفت قرآن کرے تو وہ دوسری بات ہے لیکن اہل انصاف کے نزدیک اب چکڑالوی کے دعویٰ ترک حدیث کے غلط ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ کیونکہ قرآنی پانچ آیتوں کی صریح شہادت آسمانی ڈگری اور رحمانی فیصلہ اس کے حق میں سمجھ لینا چاہئے۔

احادیث کی شہادت بھی ذرا ملاحظہ کرلیں دیکھو صحیح مسلم جلد اول جو معہ شرح نووی مطبوع ہوا ہے صفحہ ۲۸۴ و ۲۸۵ وعن جابر قال قال رسول اللہ اما فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدیٰ ھدیٰ محمدؐ وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم یعنی روایت ہے جابر سے اُس نے کہا کہ حضور فداہ روحی نے فرمایا اما بعد اسکے اچھی بات ہیں سے قرآن مجید ہے۔ اور نیک راہوں میں سے راستہ محمد مصطفیٰ صلعم کا

ہے اور بد ترین امور میں سے بدعتیں ہیں اور جو بدعت ہے گمراہی ہے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

حدیث نمبر ۲ - دیکھو بخاری مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ ۱۰۸۱ وعن ابی ھریرہ ان رسول اللہ صلعم قال کل اُمّتی ید خلون الجنّۃ الامن ابیٰ قالوا ومن یابیٰ قال من اطاعنی دخل الجنّۃ ومن عصانی فقد ابیٰ رواہ البخاری - یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا میری تمام امت داخل ہو گی بہشت میں مگر جس نے کہ قبول نہ کیا اور سرکشی کی صحابہ نے عرض کیا کس نے قبول نکیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی داخل ہوا بہشت میں اور جس نے نافرمانی کی میری پس بتحقیق اس نے قبول نکیا روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۳ - دیکھو جلد اوّل صحیح مسلم جو مع شرح نووی مطبوع ہوا ہے صفحہ ۵۲ وعن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ ؐ قال ومامن نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی الا کان لہ فی امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلّفُ من بعدھم خلوف یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون الخ یعنی ابن مسعود سے مروی ہے کہ تحقیق رسولخدا نے فرمایا کسی نبی کو خدا نے نہیں بھیجا مگر تھے واسطے اسکے امت اسکی میں مددگار اور یار جو اسکے طریقہ پر چلتے - اور اس کے حکم کی پیروی کرتے - حواریوں کے بعد ناخلف امت لوگوں کو کہتے وہ چیز جو خود نہ کرتے اور کرتے وہ کام جسکے کرنے کا انکو حکم نہوتا۔

حدیث نمبر ۴ - دیکھو مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل دوم وعنہ قال خط لنا رسول اللہ صلعم خطاً ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط

خطوطاً عن یمینه وعن شماله وقال هٰذه سبلٌ علیٰ کلّ سبیل منہا شیطان یدعوا الیه وقرء هذا صراطی مستقیماً فاتّبعوه الآیا رواه احمد والنسائی والدارمی۔ یعنی اور روایت ہے اسی سے کہا خط کھینچا واسطے ہمارے حضور اقدس روحی فداہ نے ایک خط (سیدھا) پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے پھر کھینچے حضرت صلعم نے دائیں اور بائیں اسکے کئی خط اور فرمایا ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے۔ پکارتا ہے طرف اس راہ کے اور پڑھی یہ آیت تحقیق یہ راہ میری ہے۔ سیدھی پس پیروی کرو اسکی روایت کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی اور دارمی نے۔

حدیث نمبر ۵۔ دیکھو ترمذی مطبوعہ احمدی دہلی صفحہ ۴۰۰ عن انس بن مالک قال قال لی رسول اللہ یا بنیّ ان قدرت ان تصبح وتمسی لیس فی قلبک غشّ لاحد فافعل ثم قال لی یا بنی وذٰلک من سنّتی ومن احیٰ سنّتی فقد احیانی ومن احیانی کان معی فی الجنّة رواه الترمذی وقال هٰذا حدیث حسن غریب من هٰذا الوجه یعنی انس بن مالک سے مروی ہے کہا فرمایا حضور فداہ روحی نے واسطے میرے اے بیٹے میرے اگر قدرت رکھتا ہے تو اسکی کہ صبح شام کرے۔ درحالیکہ نہ ہو تیرے دل میں کینہ کسی کا پس کر تو پھر فرمایا یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھکو زندہ کیا وہ بہشت میں میرے ساتھ ہوگا روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا اس وجہ سے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث نمبر ۶۔ دیکھو مصفی شرح موطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد دوم صفحہ (۲۲۱) وعن مالک انه بلغه ان رسول اللہ صلعم قال ترکت فیکم

امرین لن تضلوا اما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ رواہ فی المؤطا۔ یعنی روایت ہے مالک بن انس سے کہ حضرت رسولخدا روحی فداہ نے فرمایا چھوڑیں میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں۔ جب تک ان دونوں کو پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ قرآن مجید اور سنّت نبی ہے۔

حدیث نمبر ۷ دیکھو مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ کی تیسری فصل وعن غضیف بن الحارث الثمالی قال قال رسول اللہ ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ رواہ احمد۔ یعنی غضیف بن حارث ثمالی سے مروی ہے کہ حضور پیغمبر صلعم نے فرمایا نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت مگر کہ اٹھائی جاتی ہے مانند اس کے سنت سے پس چنگل مارنا سنت کو بہتر ہے بدعت نکالنے سے۔

حدیث نمبر ۸ دیکھو دارمی مطبوعہ نظامی کانپور صفحہ ۲۶ وعن حسان قال ما ابتدع قوم بدعۃ فی دینہم الا نزع اللہ من سنتہم مثلہا ثم لا یعیدہا الیہم الی یوم القیامۃ یعنی حسان سے روایت ہے کہ کہا نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت دین میں مگر کہ نکالتا ہے خدائیتعالی سنت ان کی سے مثل اس کے پھر نہیں عود کرسکتی طرف انکے قیامت تک۔ اب ذرا غور کریں کہ نتیجہ ان تمام آیتوں اور حدیثوں کا کیا ہوا عقلمند آدمی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ پیغمبر خدا کی متابعت ہر مسلمان پر واجب ہے اور کتاب اللہ کی طرح حدیث رسول کی بھی تعمیل کرنی ضروری ہے۔ غرض اہل قرآن ہونے کا دعوی اس وقت صحیح ہوسکتا ہے جبکہ یہ مدعی عمل بالحدیث کو بھی قرآن مجید کے ہمراہ

شعار اپنا قرار دیوے۔ کیونکہ عمل بالحدیث کی ضرورت حدیث اور قرآن مجید اور عقل سے ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ پس جو اس کا منکر ہوگا۔ وہ مخالفت عقل اور حدیث کے علاوہ عامل اور اہل قرآن ہونے کے دعوئی میں بھی تو کاذب ٹھہرتا ہے۔ گذشتہ پانچ آیتیں اس کاذب مدعی کی تکذیب کے واسطے کافی اور وافی ہیں۔ واللہ اعلم نمقہ خادم الشریعۃ المطہر علی الحائری لاہوری۔

سوال۔ جب خلافت بزعم شیعہ غصب ہوئی اور حضرت ابوبکر تخت نشین ہوئے تو شیر خدا اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے کس واسطے حضرت صدیق یا ثلثہ سے مقابلہ نہ کیا۔ عقلی طور پر دو صورتوں میں سے ایک صورت کو تو ضرور ہی ماننا پڑتا ہے وہ دو صورتیں یہ ہیں کہ یا تو ایسا کہا جائے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام خلفائے ثلثہ یا حضرت صدیق سے ڈر گئے تھے۔ تب مقابلہ نہ کیا۔ اور خلافت غصب ہوگئی یہ تو میں مان نہیں سکتا۔ کیونکہ خاکسار کو جناب امیرؑ کی درگاہ میں ویسی ہی عقیدت حاصل ہے جیسے کہ خلفائے ثلثہ سے بلکہ آنجناب علیہ السلام کو میں اشجع الناس شیر خدا صاحب لافتیٰ مانتا ہوں۔ رہی دوسری وجہ وہ یہ ہے کہ مقابلہ اسواسطے نہ کیا۔ کہ خلفائے ثلثہ حق پر تھے اور علیؑ جیسے حق شناس کیونکر مخالف حق مقابلہ کرتے نہیں معلوم شیعوں کے نزدیک ماسوا انکے اور کونسی وجہ موجہ ہے جو وہ ان کو بھی غاصب ثابت کر سکیں تاکہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی شجاعت و غیرت کو دھبہ نہ لگ سکے امید کہ جواب عام فہم اور مسکن قلب ہو۔

راجی کرم علی اللہ تعالیٰ

الجواب۔ بعون اللہ الوہاب۔ سائل صاحب تو اپنے گمان میں نہایت ہی فخر کرتے ہونگے اور خوشی سے پھولے نہ سماسکتے ہونگے۔ کہ آج تیرہ سو برس کے بعد مینے اس اعتراض سے شیعوں کا ناک میں دم کر دیا۔ جسکی وجہ سے تمام محدثین متکلمین کی ارواح مجھ سے خوشنود ہونگی مگر یہ خبر نہیں کہ بیسیوں مرتبہ یہی اعتراض سنیوں کی جانب سے مختلف پیرایوں میں ہوئے اور ہر مرتبہ نئے سے نئے جواب ان کو دیئے گئے۔ خاکسار نے بھی کتاب عشرہ کاملہ اور نیز کتاب غایت المقصود اور کتاب منہاج السلامہ میں مختلف جواب اسی اعتراض کے براہین عقلیہ اور قوانین نقلیہ سے لکھدیئے ہیں۔ اگر آپ حضرات جوابات کا ملاحظہ کرنے بغیر گمان کرلیں کہ ہمارا اعتراض لاجواب ہے تو اس میں ہماری کیا تقصیر ہے۔ سُنئے میں وجوہ موجہ بیان کرتا ہوں۔ اگر تعصب دور کرکے آپ نظر انصاف سے میرے جوابات کو ملاحظہ کرینگے۔ تو یقیناً جانئے کہ حق کے قبول کرنے میں آپ کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ رہا تعصب سے حق کا انکار کردینا وہ دوسری بات ہے غور کرو کہ جناب امیرالمومنین قاتل المشرکین علی بن ابی طالب علیہ السلام کس قدر شجاع تھے جسکی نظیر اس وقت تک بشر میں نہیں ملتی۔ سچ ہے کہ ان کی شجاعت خارق عادت تھی لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار تو مشہور ہے اور حدیث لضربت علی یوم الخندق افضل من عبادت الثقلین یا افضل من عبادۃ امتی الی یوم القیمۃ شاہد ناطق ہے زیادہ ثبوت منظور ہو تو اپنے خلیفہ ثانی کی حلفیہ شہادت کا ملاحظہ کرلیں واللہ لولا سیفہ لما قام عمود الاسلام یعنی خدا کی قسم اگر علیؑ کی ذوالفقار نہوتی تو ہرگز دین اسلام کا ستون قائم نہ ہوتا۔ یہی شخص تھا جس نے عمرو ابن عبدود

اور مرحب یہودی جیسے دشمن پیغمبر کو قتل کیا جن کے مقابل میں کوئی شجاع سے شجاع پہلوان بھی تاب مقاومت نہ لا سکتا تھا۔ تاریخی دنیا میں جنکا حال کسی فرد بشر پر پوشیدہ نہیں ہے پس سوچنے کی بات ہے کہ ایسا شجاع اور غضنفر اسد اللہ علیہ السلام خلفاء ثلثہ جیسے بھگوڑوں سے کسطرح ڈرتے اور سکوت اختیار کرتے۔ اس وجہ میں تو خاکسار آپ سے بالکل متفق الرائے ہے۔ رہی دوسری وجہ کہ کیوں علیؑ نے خلفاء کو حق پر جان کر سکوت اختیار کیا) استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ یہ آپکی ہٹ دھرمی ہے افسوس کہ میں آپکی اس دلی تمنا کو کسی صورت سے نہیں مان سکتا۔ کیونکہ وہ ہرگز حق پر نہ تھے۔ بلکہ علیؑ کے سکوت کے وجوہ مختلفہ حسب ذیل ہیں سنئے جب آیت مجیدہ لو تزیلو لعذبنا الذین کفروا عذابا الیما نازل ہوئی تو حضور اقدس فداہ روحی سے استفسار کیا گیا وہ کونسی چیز ہے جس کے زائل ہونے پر کفار کا عذاب کرنا خدا تعالیٰ نے منحصر فرمایا ہے۔ اگر وہ چیز زائل ہو جاوے تو پھر خدا ان کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ذراری الطیبۃ الصالحۃ المومنین فی اصلاب الکافرین یعنی وہ چیز اصل میں ذریت طیبہ صالحہ مومنین ہے جو خدا کی امانت اور ودیعت کافروں کی پشتوں میں موجود ہے جب تک وہ ان کافروں کی پشتوں سے دور اور زائل نہ ہو چکیں اس کی برکت سے خدا کفار کو عذاب نہیں کرتا۔ اسی کیطرف آیت مجیدہ میں اشارہ ہے کہ جب یہ تمام مومن نطفے ان کافروں کی پشت سے پیدا ہو چکینگے تو پھر سخت ترین عذاب خدا میں یہ مبتلا ہونگے۔ یہ ظاہر ہے جس کا کھلا ثبوت قرآن اور مشاہدہ سے ہو رہا ہے۔ دیکھئے آیت مجیدہ یہ ہے یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی خدا نے مومن کو زندہ اور کافر کو مردہ سے

نام سے پکارا ہے۔ واقعی ہم بھی ایسا ہی۔ کیونکہ مومن ہدایت اور ایمان کی
وجہ سے زندہ ہے اور کافر کفر و ضلالت کی وجہ سے مُردہ ہے۔ پس آیت کے
معنی یہ ہوئے کہ خدا مومن کو کافر سے پیدا کرتا ہے۔ اور کافر کو مومن سے
ایسا ہی مفسرین نے بھی لکھا ہے۔ مشاہدہ بھی اس بات کو ثابت کر رہا ہے
کیونکہ ہم دیکھتے ہیں بہت کافر مسلمان ہو جاتے ہیں اور بعض ناداں اور
نام کے مسلمان کفر بھی اختیار کر لیتے ہیں بہرحال اس آیت مجیدہ کے منطوق
ثابت ہو جانے سے پہلی آیت کی تفسیر میں ذرا ری طیبہ صالحہ والی حدیث
بالکل صحیح موافق عقل مطابق نقل ثابت ہوئی اس بنا پر علی ابن ابی طالب
علیہ السلام کا خلفاء سے مقابلہ اور جنگ نہ کرنے کی علت غائی واضح ہو گئی
اور عقلمند اسکی تہ تک پہنچ سکتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام بمنطوق اوتینا
علم المنایا والبلایا و علم الانساب و فصل الخطاب ہر مومن اور کافر
کے انساب کا عارف اور واقف تھا مثلاً فلانے اور فلانے اور فلانے منافق
اور کافر کی پشت سے فلانے وقت میں مومن پیدا ہونے والا ہے چنانچہ جو
تارے مومن فاروقی اور صدیقی اور عثمانی مشہور ہیں اسوقت تک اطراف
ہندوستان میں بکثرت موجود ہیں۔ پس غور فرمائیں جناب علی مرتضیٰ جیسے
عالم انساب عمداً اور دانستہ ان غاصبین خلافت کو اس وقت کس طرح
ہلاک کرتے اور اگر قتل کر ڈالتے تو جو نطفے مومنین کے انکی نسل سے کسی زمانے
میں نکلنے والے تھے وہ ضایع ہو جاتے۔ اسکی جواب دہی خدا کے پاس کون کرتا
من قتل مومنا متعمدا فجزائه جهنم الخ کی مخالفت علی جیسے عالم علم لدنی
قایل قول سلونی عارف فصل الخطاب واقف اصل الانساب سے کسی طرح
ممکن نہ تھی۔ اگر آپ کو تاریخی دنیا کی کچھ بھی اطلاع ہوتی۔ تو ایسا ہرگز نہ کہتے

دیکھو مالک اشتر و الاقصہ مشہور اور شاہد ہے کہ ایک روز مالک نے عرض کی
کہ یا امیر المومنین فلانے جنگ میں جسقدر مینے کفار وار البوار واصل کئے اسی
قدر آپ نے بھی۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ثکلتک الثواکل تجھ پر رونے
والی روئیں اے مالک تونے ایسے کافروں کو ہی قتل کیا ہے کہ جنکی پشت سے
کئی مومن دنیا میں آسکتے تھے اور مینے ایسے کافروں کو ہلاک کیا ہے کہ قیامت
تک انکی ناپاک نسل سے ایک مومن بھی پیدا نہ ہوتا۔ خلفاء سے علی علیہ السلام کے
جہاد نہ کرنے کی وجہ موجہ تو یہی تھی اگر ایک عقلمند آدمی ہٹ دھرمی کو چھوڑ
کر انصاف سے غور کرے تو اسکو حق تسلیم کرنے کے واسطے کوئی چیز منع نہیں کر سکتی
لیکن ہم اسجگہ اسکے علاوہ اور کئی وجہ بیان کرنے سے باز نہیں رہ سکتے تاکہ
کسی طالب حق کو صراط المستقیم کے ہدایت ہونے میں کسی طرف سے روک نہو سکے
دوسری وجہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی خلفاء سے جہاد نہ کرنے کی یہ ہے
کہ انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام دراصل کوئی کام حکم خدا کے بغیر نہیں کیا کرتے
اب ذرا غور فرمائیں کہ خداوند عالم نے جہاد کرنے کے متعلق کونسی شرط کی
ہے دیکھو سورہ انفال پارہ نمبر ۱۰ یا ایہا النبی حرّض المومنین علی القتال
ان یکنّ منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکنّ منکم
مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانّھم قوم لا یفقھون الئٰن خفف اللہ
عنکم و علم انّ فیکم ضعفا فان یکن مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان
یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین ترجمہ
اے پیغمبر مومنین کو جہاد و قتال کفار پر تحریص و ترغیب دے اس طرح کہ اگر ان
کی تعداد بیس نفر صابر اور شاکر ہو تو دو سو کافروں پر غالب آسکتے ہیں اور
اگر انکی سو نفر کی تعداد ہو تو ایکہزار کافروں پر غالب آسکتے ہیں جسکی وجہ یہ ہے

کہ کفار کو تخفیف دین میں نہیں ہوا کرتا۔ لکن فی الحال خداوند عالم نے تمہیں تخفیف کر دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے تمہارے درمیان ضعف ہے پس اگر تمہاری تعداد ایکسو نفر تک ہو تو دوسو نفر کافروں پر غالب آسکتے ہو۔ اور تم اگر ایکہزار آدمی ہو جاؤ۔ تو دو ہزار کافروں پر غالب آسکتے ہو کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے ہمراہ ہے۔ اب تو معاملہ بالکل صاف ہو گیا۔ اور بے تعصب محقق کے واسطے آیت مذکورہ نے حق ظاہر کر دیا کہ بے شک اس وقت علی علیہ السلام کے ہمراہ مومنین کی تعداد ثلث کفار کے برابر نہ تھی ورنہ وہ ضرور جہاد کر لیتے اور اپنا حق غصب نہ ہونے دیتے۔ لکن بموجب حکم آیت مجیدہ شرائط جہاد مفقود تھی۔ لہذا جہاد ملتوی رہا۔ کوئی منکر ہو تو حسب قاعدہ علی علیہ السلام کے انصار کا ابوبکر کے ثلث انصار کے برابر ہوتا۔ اس کے ذمے واجب الثبوت ہے۔ پس اس وقت جناب امیر علیہ السلام کا ابوبکر سے جہاد نہ کرنا بھی اطاعت حکم خدا تھا۔ اس واسطے کہ انکی تعداد حد محدود قرآنی سے کمتر تھی ورنہ آنحضرت علیہ السلام کی شجاعت و قوت و ہیبت و طاقت کے ملائکہ اور جن و انس بلکہ خلفاء بھی معترف تھے۔ دیکھو حضرت عمر کا اعتراف واللہ لولا سیفہ لما قام عمود الاسلام تاریخی دنیا میں مشہور ہے۔ یعنی خدا کی قسم اگر علی علیہ السلام کی ذوالفقار نہ ہوتی تو ہرگز اسلام کا ستون قائم نہ ہوتا تیسری وجہ خلفاء سے علی علیہ السلام کا جہاد نہ کرنا خطبہ شقشقیہ میں مفصل مسطور ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں غصب خلافت کے وقت میں سخت متفکر تھا کہ غاصبوں سے کسطرح رفتار کروں۔ آخر الامر میں نے صبر اختیار کیا۔ اسی طرح اور خطبوں میں بھی حضور فداہ امی وابی نے جہاد نہ کرنے کے متعلق بعض وجہیں بیان فرمائی ہیں مثلاً صدر اسلام میں

یہ ایک ایسا سخت واقعہ پیش آیا ہے اگر اس خیال سے جہاد کروں تو باہمی مجادلہ کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ اسلام جو اسقدر جانفشانیوں سے پھیلایا گیا ہے ہر طرح کا اسمیں نقصان اور ضعف پیدا ہو اور حملہ کرنے کی وجہ سے میرے میں طمع خلافت گمان کیا جاوے۔ لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر حق کو اپنے مرکز تک پہنچنے میں تاخیر واقع ہو تو وہ اس کے باطل ہونے کا سبب نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ایسے قسم کے مختلف وجوہ حضور علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ اگر کوئی طالب حق دیدۂ بصیرت اسے بلا تعصب غور کرے تو اس کو حق کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جملۃً یہ تمام امور ایسی دور اندیشی پر مبنی ہیں جسکے ہر پہلو کو علی علیہ السلام جیسے حکیم الحکماء والمتالهین کو خیال کر لینا ضروری تھا ورنہ ایسے نازک وقت میں بغیر سوچے سمجھے جہاد کر لینا ضرور اسلام کے اضمحلال اور تباہی کا باعث ہو جاتا اور اس وقت آپ دیکھ لیتے کہ نام لیوا بھی اسلام کا دنیا میں کوئی باقی نہ رہتا چوتھی وجہ جناب علی علیہ السلام کے جہاد نہ کرنے کی جناب پیغمبر فداہ روحی کے اکثر ارشادات سے ظاہر اور واضح ہو جاتی ہے کیونکہ حضور صلعم نے جناب امیر علیہ السلام کو وصیت بصبر فرمائی تھی کہ اے علیؑ میرے بعد کثرت مصائب میں ہرگز دل تنگ نہ ہونا اور صبر تشکیب سے گذرا وقات کرنا جب اہل دنیا دنیا کو اختیار کریں تو تم دین کو اختیار کر لینا۔ اے علیؑ تیری مثال کعبہ کی سی ہے۔ لوگ وہاں جاتے ہیں لیکن کعبہ کہیں نہیں جا سکتا۔ پانچویں وجہ علیؑ کے اس وقت جہاد نہ کرنے کو ہم جواب الزامی میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کل اسلامی دنیا متفق ہے کہ حضور پیغمبر روحی فداہ جناب علی علیہ السلام سے شجاع نہ تھے پھر کیا وجہ تھی کہ حضور صلعم ابتداء امر میں غار میں پنہاں ہوئے اور کفار مکہ سے جنگ نہ کیا

اس کے علاوہ رب العالمین جو احکم الحاکمین ہے۔ اور کسی کی مخالفت اس کی سلطنت احدیت میں نقصان وہ ثابت نہیں ہو سکتی۔ **شعر**

طرفہ العینے جہاں برہم زند
کس نمے آرد کہ آنجا دم زند

پھر ایسے قہار مالک الملک کی مخالفت میں اسی کے شقی بندے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے اور اس کے مرسلوں کو قتل کرتے اور برگزیدوں کو قسم قسم کی تکلیفیں اور اذیت پہنچاتے ہیں اور اس کی خدائی کے منکر ہوتے ہیں۔ ان کو کیوں اشارہ کن سے ایک لحظہ میں خاک نہیں کر دیتا۔ باوجود اس قوت قاہرہ کے کس واسطے ابلیس کو مہلت دی ہے کہ بندوں کو اغوا کرے۔ فہما جوابکم ھو جوابنا لعلی علیہ السلام واللہ اعلم عفہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری لاہوری۔

خاتمہ بصد حسرت و اندوہ سمع خراش ہوتا ہوں کہ جہاد علی علیہ السلام والے استفتاء کا جواب ختم کر چکا تھا کہ مجھے یک بیک ایک عظیم ترین مصیبت میں مبتلا ہونا پڑا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ افسوس ہزار افسوس کہ شمع اسلام گل ہو گئی اور ستون دین میں شکست واقع ہوئی۔ پنجاب کا نور خاموش ہو گیا یعنی حضور حجۃ الاسلام والمسلمین نائب امام زمان و زبین مرجع مفسرین و تاج مجتہدین قبلۃ الانام وکعبۃ الخواص والعوام والد ماجد علام خیر الحاج جناب سرکار مولینا سید **ابو القاسم الرضوی القمی** غفرہ اللہ تعالیٰ کا بتاریخ ۲۴ ماہ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ شب شنبہ بعارضہ سرسام انتقال ہو گیا اور آسمان و زمین کل مقلدین اور مومنین کی نظروں میں سیاہ نظر آنے لگا بلاشک الموت حق۔ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون

لیکن افسوس اور سخت افسوس اس بات کا رہ گیا کہ غفران مآب اپنی تفسیر
لوامع التنزیل کی صرف ۱۲ ہی جلدیں بارہ پاروں کی تصنیف فرما چکے تھے
اور ابھی ۱۸ جلدیں ۱۸ پاروں کی باقی ہیں جو انہوں نے اس دار فانی سے عالم
جاودانی کا سفر اختیار کیا اللھم احشرہ مع آبائہ الطاہرین آمین
یارب العالمین۔ اب باصرار جمہور اعلام اور بایماء بعض عرفاء امراء
ذوی الاحترام باوجود عدیم الفرصتی کے خاکسار نے اکمال اور اتمام تفسیر
کا بوجھ اپنے ذمے لے لیا ہے اور یہ سلسلہ تفسیر کا فی الجملہ اختصار مدنظر
رکھ کر انشاء اللہ تعالٰے برابر جاری رہیگا۔ حضرات اہل اسلام
و ایمان سے امیدوار دعا ہوں۔ والسلام علی من
اتبع الھدٰی و ترک الھوٰی و کان الفراغ
من تسویدھا یوم الاحد سلخ
شہر المحرم سنہ ۱۳۳۴ھ
ہجری

فی مبارک حویلی لاہور۔ نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری
لاہوری

لا اله الا الله القوی
عبده علی حائری
ابو القاسم الرضوی

فہرست کتب شیعہ مصنفہ حجۃ الاسلام مجتہد العصر والزمان مولینا سید علی الحائری لاہوری

غایت المقصود	مجلد دوم حالات امام مہدیؑ و ردمرزا قادیانی حال مسیح دجال یاجوج وماجوج	عمر
غایت المقصود	مجلد سوم حالات امام مہدیؑ اور بقیہ حالات امام مہدی موعود اور مرزا قادیانی کا رد وفات عیسیٰ	عمر
منہاج السلامہ	عقائد مذہب شیعہ بطور فلاسفانہ و نہج حکیمانہ آجکل کے نوجوانوں کیواسطے اسکا مطالعہ بہت ضروری ہے	۸/
غایت المقصود	جلد چہارم قادیانی کا شرکت فی الوحدت کفر فی النبوۃ والامامت فی المعاد اور اسکے جملہ اقوال کی تردید	۱عمر
رسالت الغدیریہ	پیغمبرؐ کا علیؑ کو خلیفہ مقرر کرنا اور صحابہ و قرابہ سے انکی بیعت لینا و بیعت توڑنے کے وجوہ	۶/
بشارت احمدیہ	حضرت محمدؐ و آئمہ اثنا عشر کی امامت و امام حسینؑ کی شہادت کا انجیل و تورات و زبور سے ثبوت	۳/
احکام الشکوک	اسمیں شکیات کا بیان اول مقدمات نماز سے تا آخر تک اردو	۱۰/
میزان الاعمال	میزان یوم قیامت کا مفصل بیان اور اعتراضات کا جواب فارسی	۲/
تقریظات المشاہیر	جلد دوم اسمیں مشاہیر علما کے خطوط انشا پردازی عربی زبان کی قابل دید ہیں	۶/
ایضاً	جلد سوم علماء ایران و عربستان کے فارسی و عربی خطوط انشا و جلد ۳ و ۴ و ۵ تفسیر	۹/
مناسک حج	اسمیں واجبات اور مستحبات و مکروہات و محرمات و ادعیہ وغیرہ حج لکھے ہیں اردو	۰۲/
فتاوی حائری	حصہ اول جسمیں مسئلہ توحید مسئلہ فدک ایمان ابوطالب سیادت عبدالقادر احراق باب فاطمہ اور قرآن غسل میت وجنابت مسئلہ متعہ وغیرہ کی تحقیق۔	۴/
فتاوی حائری	حصہ دوم تحقیق فرقہ ناجیہ جمع بین الصلوتین بتحقیق لبس لف حریر قنوت نماز اذان تقیہ وغیرہ	۴/
مقدمات نماز شیعہ	وضو غسل و تیمم و شیعہ کی نماز اس رسالہ میں لکھی ہے۔ اردو	۱/
صلوٰۃ الصلوٰۃ	ترکیب اور ترجمہ نماز شیعہ اردو	/۲
لمعۃ المعانی	در اثبات استحباب سجود بر تربت حسینیؑ و ثواب آن فارسی	۰۲/
تحذیر المعاندین	حالات معاویہ جنگ ولعن کردن بر مرتضی علیؑ از تواریخ سنیان	۳/
نصرۃ العقلاء	امام حسینؑ کا گذشتہ نبیوں کے حالات سے مقابلہ اور قادیانی کا رد	۶/
بیان الجہر والاخفات	قرائت قرآن و قرائت نماز کے بلند پڑھنے کی تحقیق عربی	۵/
الہدیٰ	کعبہ کی طرف سجدہ کرنیکی وجہ اور آریہ کی تردید اردو	۱/
البرہان	خلافت ابوبکر کیوقت علیؑ کا دعویٰ خلافت کرنا اور معجزہ دکھانا اردو	۱/
ہدایات حائریہ	جسمیں عقائد یعنی اصول دین و فروع دین شیعہ بغرض تعلیم سید محمد رضی و سید محمد ذکی فرزندان علامہ حائری تصنیف ہوا	۲/

نیغ در بنت قرآنی ـ رد عقائد مرزا قادیانی (۱ر) الانصاف ـ تحقیق آیت استخلاف مرزا محمود کے ۱۶ بیون ۱۶ بیون محمود کے اوّل کی تردید قابل دید ہے (۲ر)

اللواء	شیعونکا کربلائی معلی میں مرکے دفن کرنیکی وجہ اور اسکے فضایل اردو	۱ر
المويد	جمیع ہلجوری کے دلیل روح اللہ سے عیسےٰ کو محمد پر افضل قرار دینے کا جواب اردو	۱ر
مفید الصبیان والنسوان	تمام مسایل ضروریہ اصول دین با دلیل عورتوں اور بچوں کے واسطے اردو	۱ر
مضمون طاعون	بقول مرزا قادیانی طاعون غضب خدا اور میری امامت کی دلیل ہونیکی تردید	۲ر
عشرہ کاملہ	سنیوں کے دس مشکل ترین اعتراضات کے عقلی و نقلی جواب۔	عہ/
ناصر العترۃ	بخاری مسلم ترمذی مشکوٰۃ سے فضائل اور مناقب ائمہ اطہار کا مجموعہ	عہ/
برہان المتعہ	متعہ کا ثبوت کتب معتبرہ اہلسنت سے ہے اور ثواب احکام شرائط کا بیان	۶ر
ابطال تناسخ	اس رسالہ میں بخوبی ابطال تناسخ پر مختلف طوروں سے استدلال کیا گیا ہے فارسی	۲ر
جواب لاجواب	کتب اہلسنت سے ہے اس رسالہ میں امام حسینؑ کی تعزیہ داری کا باستدلال ثبوت فارسی	۲ر
رسالہ نفی جبر	دلائل عقلیہ اور نقلیہ کتب اہلسنت سے خدا کے جبر کرنیکا ابطال	۱ر
نفی رویۃ اللہ	دلائل عقلیہ اور نقلیہ کتب اہلسنت سے ہے خدا کی رویت کا ابطال فارسی	۱ر
اجوبہ زاہرہ	تین اعتراض اہلسنت کا جواب اور لعنت کے معنے اور تحقیق فارسی	۱۰ر
جواب بالصواب	تحقیق طہارت و نجاست طعام اہل کتاب قرآن و احادیث سے	۰۱ر
کتاب البشریٰ	مجلد اول سید علی ہمدانی شافعی کے مودۃ القربیٰ کے شرح فضائل اہلبیت	عہ۸ر
ایضاً	مجلد ثانی اہلبیت کی تحقیق خلافت اور فضائل میں	عہ۸ر
برہان البیان	اس رسالہ میں صرف آیہ استخلاف کی تحقیق کیگئی ہے فارسی	۰۲ر
ارکان خمسہ	اس رسالہ میں مسایل تقلیدیہ شرعیہ فرعیہ لکھے گئے ہیں اردو۔	۲ر
جواب العین	تحقیق وجہ کسوفین با دلائل عقلیہ و نقلیہ فارسی۔	۰۲ر
سیادۃ السادۃ	حضور نبویؐ و آئمہ اطہار کے حسب و نسب اولاد و ازواج کی تعداد وحالات۔	عہ/

فہرست کتب متفرقہ مذہب شیعہ وسنی

منہج الرشاد	یہ کتاب علم فقہ میں ہے جسپر مقلدین کیواسطے حاشیہ کیا ہے	عہ
لسان الصدق	بجواب میزان الحق پادری باستدلال رد نصاریٰ حجم ۵۰۰ صفحہ۔	۵ر
تحفۃ المسلمین	یہ کتاب رد نصاریٰ میں باستدلال لکھی گئی ہے۔	۶ر
ہدایۃ الضلیل	رد سیادت مشائیک النساب فارسی۔	۱ر
سیف صارم	در شرائط ثبوت سیادت و رد مشائیک فارسی	۲ر
خصائص نسائی	در بیان مناقب مرتضوی تصنیف امام احمد بن شعیب نسائی عربی	۴ر
تنبیہ الغافلین	مواعظ و آداب علم و علماء	۶ر

المشتہر ـ سید ابوالفضل الرضوی القمی لاہور مدار کرچہ